ہو القادر
۷۸۶
۹۲
آفتاب آسمانِ رفعت شیخ الحدیث
سیدی سردار احمد حضرت شیخ الحدیث
امام اہلسنّت نائب اعلیٰ حضرت
کی مستند
کرامات
مرتبہ
مولانا سردار احمد رضا مشرف القادری
مصدقہ
ضیغم اہلسنت رئیس التحریر
علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی
بہ تعاون خاص عزیز طریقت الحاج حمزہ قادری رضوی، امریکہ

ہوالقادر

آفتاب آسمانِ رفعت شیخ الحدیث سیدی سردار احمد حضرت شیخ الحدیث

امام اہلسنّت نائب اعلیٰ حضرت

کی مستند

کرامات

مرتبہ: مولانا سردار احمد رضا مشرف القادری

مصدقہ ضیغم اہلسنّت رئیس التحریر علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی مدظلہ

طابع و ناشر

مکتبہ انوار رضا مقام رضا مدینہ ٹاؤن میلسی

بہ تعاون خاص عزیز طریقت الحاج حمزہ قادری رضوی، امریکہ

نام کتاب: : امام اہلسنت نائب اعلیٰ حضرت کی مستند کرامات

مرتبہ : مولانا مفتی سردار احمد رضا مشرف القادری

تعاون خاص : عزیز طریقت الحاج حمزہ قادری رضوی، امریکہ

اشاعت: : ۱۴۴۶ھ-۲۰۲۵ء

ناشر : مکتبہ انوار رضا مقام رضا مدینہ ٹاؤن میلسی

صفحات : ۴۸

کمپوزنگ: خالد عرفان، سبحان کمپیوٹرز اینڈ پرنٹرز فیصل آباد

ملنے کے پتے

مکتبہ انوار رضا مقام رضا
مدینہ ٹاؤن میلسی

شرفِ انتساب

اللّٰہُ رَبُّ محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلما

نحن عباد محمدٍ صلی علیہ وسلما

فقیر اپنی اس روح پرور تحقیقی مستند ترتیب و پیشکش کو اپنے عظیم القدر والد گرامی ضیغم اہلسنت خلیفہ خلفاء اعلیٰ حضرت، علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت، سرشکن بدمذہبیت، عالمی شیخ طریقت صمصام المناظرین رئیس التحریر علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی مدظلہ العالی کے نام نامی واسم گرامی سے معنون و منسوب کرتا ہے جن کے لئے کہا گیا ہے۔ ؎

اعداء دین کے واسطے ہے تیغ آب دار
کلک رضا کی ضرب ہے ضرب حسن علی
یا الٰہی نامیوں کے نام سے منسوب رکھ
دائما بجتا رہے ڈنکہ رضا کے واسطے

حقیر و کمترین مرتب مؤلف

الفقیر سردار احمد رضا مشرف القادری الرضوی المصطفوی غفرلہ الوریٰ خطیب جامع مسجد فریدیہ فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ خلیفہ سیدنا مفتی اعظم شہزادہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز و تلمیذ محدث کبیر شیخ المعقول علامہ غلام رسول رضوی شارح بخاری و تلمیذ محسن اہلسنت معمار نظامیہ رضویہ علامہ مفتی محمد عبدالقیوم قادری رضوی و تلمیذ شرف ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رضوی قدست اسرارہم و استاذ العلماء علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی قادری رضوی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

کراماتِ امام اہلسنت محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہ:

عارفِ باللہ الشیخ محمد آفندی ابن عابدین معروف بہ شامی (م ۱۲۵۲ھ/ ۱۸۳۶ء) کرامت اور صاحب کرامت کی تعریف میں یوں فرماتے ہیں:

الکرامۃ ھی ظھور امر خارق للعادۃ علی ید عبد ظاھر الصلاح ملتزم لمتابعۃ نبی من الانبیاء مقترنا بصحیح الاعتقاد العمل الصالح غیر مقارن الدعوی النبوۃ[1]

''خلاف عادت امر کا ظہور ایسی ہستی سے جس کا ظاہر صلاح سے مزین ہو، انبیاء میں سے کسی نبی کی متابعت کرنے والا ہو، صحیح العقائد ہو، عمل صالح کرنے والا ہو اور دعوئ نبوت نہ کرنے والا ہو، کرامت کہلاتا ہے۔''

اس مختصر جملہ میں حضرت علامہ شامی نے کرامت کی تعریف کے ساتھ ساتھ صاحب کرامت ولی اللہ کی پہچان بھی کرادی ہے۔

عارف باللہ شیخ طریقت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زندگی عزم راسخ، عالی ہمتی، اتباع سنت اور استقامت سے عبارت تھی۔ ایسی صفات کا حامل یقیناً ولی کامل ہوتا ہے۔ سعید طبائع اور قدسی ارواح ایسے بلند پایہ افراد کو احسان خداوندی سمجھتی ہیں اور اپنی دینی واخروی بلکہ دنیوی امور بھی ایسی ذات قدسی صفات سے وابستہ کر لیتی ہیں۔ ولایت کا یہ وہ معیار ہے جو متقدمین اولیاء اللہ کا شعار ہے۔ ایسی عزیز الوجود صفات کی موجودگی میں ظاہری کرامات لازمی نہیں سمجھی جاتیں۔ تاہم عوام الناس کی آسان پہچان کے لئے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے خارق العادات کرامات کا ظہور بھی ہوا۔ ان خرق عادت امور سے عوام الناس کو بھی آپ کے ولی کامل ہونے کا یقین محکم ہو گیا۔

جدید فن سوانح نگاری میں خرق عادات کرامات کے لیے شاید کوئی اہمیت نہیں۔ بعض شخصیات پر یہ اصول درست طور پر منطبق ہے، مگر بعض شخصیات وہ ہیں جن کے لیے کچھ دیگر قواعد ہوتے ہیں۔ ایسا بھی ممکن ہے بعض سوانح نگار خرق عادات واقعات کو بعید از قیاس خیال کر کے نظر انداز کر دیتے ہیں لیکن جن حضرات کی نظر علوم اسلامیہ پر ہے کہ کرامات کے وجود اور اس کی اہمیت سے صرف نظر نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید،

---

[1] اجابہ الغوث بیان حال النقباء والنجباء والابدال والاوتاد والغوث در سائل ابن عابدین) مطبوعہ سہیل اکیڈمی، لاہور

احادیث نبویہ اور اولیاء کاملین ؒ کے تذکرے خارق العادت کرامات سے پُر ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زندگی اگرچہ قال اللہ وقال الرسول میں گزری علوم دینیہ کی تبلیغ وتدریس آپ کی زندگی کا سب سے بڑا وظیفہ رہا۔ اس حوالہ سے آپ کی علمی حیثیت غالب رہی۔ تاہم اکثر موقعوں پر آپ سے خرق عادت کرامات کا ظہور ہوا جو اس امر کی دلیل ہے کہ آپ کی ذات ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھی۔ آپ کی خارق العادت کرامات اتنی کثیر ہیں کہ ان کا شمار میرے لیے ممکن نہیں اور نہ ہی اس کتاب میں ان کا بتمامہ ذکر مقصود ہے۔ کاش کوئی صاحب دل اس طرف متوجہ ہو اور آپ کی کرامات کے واقعات کو جمع کرلے۔

بطور برکت آپ کی چند کرامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

(۱) ایک مرتبہ دورہ حدیث کے دوران شہید کی حیات کا مسئلہ بیان ہو رہا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے قرآن مجید اور احادیث طیبہ سے حیات شہداء کا مدلل بیان فرمایا۔ بعد ازاں تصوف کے انداز میں بھی اس مسئلہ پر شرح وبسط سے روشنی ڈالی مگر شریک درس ایک طالب علم مولانا محمد سلیم نقشبندی (حال خطیب جھال خانوآنہ، فیصل آباد) بیان کرتے ہیں کہ طالب علمی کے انداز میں، میں نے چند سوالات وارد کیے۔ آپ نے ان سوالات کا جواب بھی دیا۔ آپ کے جوابات کچھ اس نوعیت کے تھے کہ میرے جسم کے اجزاء کانپ گئے۔

کئی دن تک یہ سرور ولذت کی کیفیت رہی۔ صبح کو حسب معمول آپ نے حدیث کا سبق شروع کرایا تو اسی حدیث سے، جس میں حیات شہداء کا بیان تھا۔ آپ نے نہایت مسرت بھرے لہجے میں فرمایا، لاشك فيه. صدق الله جل جلاله وصدق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترچھی نگاہوں سے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہوں مولوی سلیم! آیت کریمہ برحق ہے نا؟ کوئی شبہ تو نہیں؟ میں نے والہانہ انداز میں عرض کیا، کوئی شبہ نہیں۔ مولانا محمد سلیم نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ مجھ جیسے کتنے حضرات ہیں جو آپ کے فیضان سے عین الیقین اور حق الیقین پاچکے ہیں۔ جب میں نے رات کے

خواب کا واقعہ مولانا مفتی نواب الدین مدرس و مفتی جامعہ رضویہ مظہر اسلام، لائل پور سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا، ایسی باتیں تو حضرت کے لیے معمولی ہیں۔

(۲) جناب قیوم سلیم نائب صدر انجمن تاجران وچیئرمین زکوٰۃ وعشر کمیٹی فیصل آباد نے جناب شیخ بشیر احمد سابق چیئرمین بلدیہ فیصل آباد کی موجودگی میں بیان کیا کہ میری بیوی عسر ولادت کی وجہ سے بیمار ہوگئی۔ ڈاکٹروں نے علاج سے معذوری ظاہر کردی۔ لیڈی ڈاکٹر منور سلطانہ اور لیڈی ہیلتھ وزیٹر منور سلطانہ نے بڑی کوشش سے علاج معالجہ کیا۔ مگر یہ بھی بے بس ہوگئیں ادھر حالت یہ تھی کہ ایک ایک لمحہ میری بیوی کے لئے موت سے کم نہ تھا۔ طبی امداد سے ہم مایوس ہوگئے۔ اس عالم یاس میں میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے حضور حاضر ہوا اور ساری داستان عرض کی۔ آپ نے دعا فرمائی جس کی برکت سے میری بیوی کے ہاں توام بچے پیدا ہوئے۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ لیکن چند دنوں کے بعد وہ دونوں بچے کیلے کی طرح خشک ہونے لگے۔ بیماری کے باعث ان کا جسم بھی خشک کیلے کی طرح گھٹنے لگا۔ رفتہ رفتہ وہ موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہوگئے۔ ہر قسم کا علاج معالجہ ناکام ہوگیا۔ میری بیوی نے سوچا کہ جن کی برکت سے ان کی ولادت آسان ہوگئی تھی، انہی سے ان کی تندرستی کے لیے دعا کرانی چاہیے۔ چنانچہ میری بیوی حاضر ہوئی اور پردے میں رہتے ہوئے بچوں کی لاعلاج بیماری کے لیے دعا کی استدعا کی۔ آپ نے دو بینگن منگوائے انہیں دم فرمایا اور ہدایت کی ان دونوں بچوں کو ان بینگنوں کے نیچے لٹا دیا کریں۔ الحمدللہ آپ کی دعا اور دم سے جوں جوں بینگن خشک ہوتے گئے، توں توں وہ دونوں بچے تندرست اور صحت یاب ہوتے گئے اور آج بحمدہٖ تعالیٰ دونوں بہن بھائی صاحب علم اور صاحب اولاد ہیں۔

(۳) صوفی حاجی عبدالحفیظ حال مقیم گارڈن کالونی فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے چھوٹے لڑکے .... کے گلے میں تربوز کا بیج پھنس گیا۔ یہ بیج خوراک کی نالی کی بجائے سانس لینے والی نالی میں چلا گیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لڑکے کو سانس لینا دشوار ہوگیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے دمہ کی بیماری ہوگئی ہے۔ ہر چند کافی

علاج کروایا مگر افاقہ نہ ہوا اور نہ ہی مرض کی صحیح تشخیص ہو سکی۔

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں حاجی مہر الدین مقیم ہر چرن پورہ، فیصل آباد کے ہاں ایک دعوت پر تشریف لے گئے تھے۔ میرا مکان بھی اسی محلہ میں راستہ میں تھا۔ دعوت سے واپسی پر آپ نے خادم سے فرمایا کہ یہاں ہمارے صوفی صاحب کا لڑکا بیمار ہے اس کی تیمارداری کرنی چاہیے۔ دروازہ پر دستک دی گئی۔ اندر سے جواب آیا کہ صوفی صاحب دکان پر ہیں۔ آپ نے باہر دروازہ پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ صوفی صاحب کے بچے کے لیے دعا فرمانی چاہئے۔ آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور شفاء کے لئے دعا فرمائی۔ یہ نماز عصر کے بعد کا وقت تھا۔ شام کو جب صوفی عبد الحفیظ صاحب واپس گھر آئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان کا بیمار بچہ بالکل تندرست ہے۔ بچے نے بتایا کہ تھوڑی دیر پہلے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ یہاں جلوہ افروز ہوئے اور انہوں نے کھڑے کھڑے ہی دعا فرمائی جس کے نتیجے میں میری سانس کی نالی میں اٹکا ہوا تربوز کا بیج چھینک سے باہر آ گیا اور اب میں بالکل تندرست ہوں۔ نہ سانس کی تکلیف ہے نہ بخار وغیرہ۔

یہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی دعا کی برکت تھی کہ لاعلاج مریض فوراً شفایاب ہو گیا۔[1]

(۴) مرشد برحق حضرت شاہ سراج الحق قدس سرہ کے ایک مرید کا لڑکا محمد اسحٰق نامی نہایت آوارہ منش تھا اور عادات قبیحہ کا مرتکب ہو گیا۔ والد نے اس کو بہت سمجھایا، مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ والد بڑا پریشان ہوا۔ اسے اپنی پریشانی کا حل نظر نہ آیا کہ اپنے لڑکے محمد اسحٰق کو اپنے شیخ الحدیث قدس سرہ کا مرید کروا دیا جائے۔ اس طرح شاید وہ بری حرکات سے باز رہے۔ پروگرام کے مطابق والد محمد اسحٰق کو لے کر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے پاس حاضر ہوا اور بیعت کی درخواست کی۔ حضرت نے اسے بیعت فرما لیا۔ بیعت کے بعد آپ نے حسب عادت نماز، روزہ اور دیگر احکام شرعیہ کی پابندی کا حکم

---

[1] روایت صوفی عبد الحفیظ مقیم گارڈن کالونی، فیصل آباد

فرمایا۔ اس پر محمد اسحٰق نے بے باکانہ جواب دیا کہ مجھ سے یہ توقع نہ رکھیں، میں ایسا نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر آپ اپنی روحانی قوت سے ایسا کروالیں تو اور بات ہے۔

بیعت کے بعد کچھ عرصہ تک محمد اسحٰق اپنی پرانی عادت پر قائم رہا لیکن اچانک وہ نماز روزہ کا پابند بن گیا، بلکہ داڑھی بھی رکھ لی۔ جب اس سے والد نے اس کا باعث دریافت کیا، تو اس نے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ ایک رات میں نے حضور اکرم ﷺ کی مجلس مبارک دیکھی۔ میں نے خیال کیا کہ میں بھی حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہولوں۔ اس ارادہ سے میں آگے بڑھا تو حاضرین مجلس سے چند افراد اٹھے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کیوں اور کیسے بغیر اجازت یہاں آئے ہو تمہیں معلوم نہیں کہ یہاں آنے والے کے پاس سرٹیفکیٹ کا ہونا ضروری ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے مجھے مارنا شروع کیا۔ میرے کندھے پر ڈنڈے برسائے، چنانچہ جب میں بیدار ہوا، تو واقعی میرے کندھے ضربوں سے چور تھے۔ اس واقعہ کو میں نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی کرامت سمجھا۔ محمد اسحٰق نے تمام برائیوں سے توبہ کر لی۔ اب وہ لاری اڈا فیصل آباد میں ایک ہوٹل کا مالک صوفی محمد اسحٰق ہے۔[1]

(۵) مولانا مفتی محمد امین صاحب مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ چند سال قبل گڑھی شاہو، لاہور میں دو متحارب فریقوں میں صلح کرانے کے لیے چوہدری بشیر احمد ایڈووکیٹ کے دفتر میں بیٹھا تھا۔ وکیل صاحب نے صوفی معراج دین گڑھی شاہو لاہور اور چوہدری غلام رسول سے تعارف کرایا۔ چوہدری غلام رسول گڑھی شاہو کے زمیندار ہیں۔ دوبئی میں کام کرتے ہیں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے مرید تو نہ تھے، البتہ ان کی عقیدت، مریدوں سے کم نہ تھی۔ چوہدری غلام رسول نے بتایا کہ جب میں حج کے لیے جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ ان دنوں لائل پور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے حضور اجازت کے لیے حاضر غلام ہوا۔ آپ نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔ آپ نے میری خاطر مدارت کی الوداعی وقت آپ نے مجھے فرمایا کہ جب مدینہ منورہ حاضری ہو تو باب جبرئیل کی طرف

---

[1] قلمی یادداشت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم قادری ہزاروی، لاہور

روضہ انور کے قریب آپ کو ایک بزرگ ملیں گے۔ ان سے معانقہ کرنا۔"

چوہدری غلام رسول بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ حاضری ہوئی کئی روز اس بزرگ کی تلاش کی مگر کامیاب نہ ہوسکا۔ میری واپسی کی تاریخ قریب آرہی تھی اور مجھے اس بزرگ کی ملاقات کی تمنا زیادہ ہورہی تھی۔ آخر ایک روز عشاء کے بعد روضہ انور کے قریب حاضر تھا، اچانک وہ بزرگ نظر آئے کشیدہ کاری والی ٹوپی پہن رکھی تھی میں نے جی ہی جی میں کہا کہ واہ رے قسمت، معانقہ کا ارادہ فرمایا تو معلوم کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ بزرگ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہیں۔ اس منظر سے میں بے خود ہوگیا۔ اپنے حواس پر قابو نہ رہا۔ اسی عالم میں روضہ انور کی کی دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ حسب معمول عشاء کے بعد شرطے نمازیوں کو مسجد سے نکال رہے تھے۔ انہوں نے مجھے بھی نکالنا چاہا میں نے ہاتھ کے اشارہ سے کہا کہ ذرا ٹھہریئے۔ جب ہوش وحواس درست ہوئے تو ارادہ کیا کہ حضرت صاحب سے پوچھوں کہ آپ یہاں کب تشریف لائے ہیں؟ مگر آپ وہاں نہ تھے۔ یاد رہے یہ واقعہ اس سال کا نہیں، جب آپ ۱۹۵۶ء کو حج پر گئے تھے۔[۱]

(۶) چوہدری محمد منیر نمبردار چک نمبر ۱۲۱ ج۔ب گوکھووال ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ فروری شام میں ہماری دعوت پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہمارے ہاں تقریر کے لئے تشریف لائے۔ بعد نماز عشاء تقریر شروع ہوئی۔ اسی دوران گھرے بادل بن آئے۔ ایسا لگتا تھا کہ ابھی بارش ہونے والی ہے۔ ظاہر ہے بارش ہونے کی صورت میں جلسے کا سارا انتظام درہم برہم ہوجائے گا مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے تقریر کے ابتداء میں فرمایا:

"اے بادل کے فرشتے آپ کو معلوم ہے کہ ذکر پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہم یہاں جمع ہیں۔ ہم سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں، تو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے۔ جب تک ہم ذکر مصطفٰے میں مشغول ہیں، تو بارش نہ برسا۔"

آپ نے یہ کہہ کر تقریر شروع کی تقریر دو گھنٹے جاری رہی۔ اس دوران بارش کی

---

[۱] روایت مولانا مفتی محمد امین، فیصل آباد، ۱۰ ربیع النور ۱۴۰۵ھ

ایک بوند بھی نہ گری۔ دراں حالیکہ گہرے بادل چھائے رہے۔ تقریر کے بعد رات کو خوب بارش ہوئی۔ اگلے روز جمعہ کے موقعہ پر بارش کے آثار تھے۔ سنی رضوی جامع مسجد میں مجمع حاضر تھا۔ بارش ہونے کی صورت میں صحن میں موجود نمازیوں کے لیے کوئی معقول انتظام نہ تھا۔ اس موقعہ پر بھی آپ نے وہی ارشاد فرمایا جو رات ہمارے ہاں بادل کے مؤکل فرشتہ سے کہا تھا، چنانچہ دوران نماز جمعہ بارش نہ ہوئی نماز کے بعد موسلا دھار بارش ہوئی۔[1]

(۷) لائل پور میں مولوی عبدالرحمٰن دیوبندی مہتمم مدرسہ عربیہ اشرف المدارس محلہ گرونانک پورہ دیوبندی علماء کے ساتھ مل کر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی مخالفت میں پیش پیش تھا۔ آپ کے خلاف ہمیشہ بے سروپا الزامات کی اشاعت میں اپنی پوری کوشش کرتا رہا، مگر ہر موقع پر اسے غضب خداوندی نے آگھیرا۔ مدرسہ عربیہ اشرف المدارس کا سالانہ اجلاس آپ کے خلاف منظم تحریک کے طور پر منعقد کروایا جاتا۔ ان اجلاسوں میں دیوبندی احراری علماء کو اس لیے دعوت دی جاتی کہ وہ اپنے بیانات میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی تبلیغی مساعی پر پانی پھیرنے کی ناپاک کوشش کریں۔ اللہ کی شان، انہیں ہر بار اپنے منصوبے کی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

۱۹ تا ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۷۳ھ / ۲۳ تا ۲۶ اپریل ۱۹۵۴ء کو مدرسہ عربیہ اشرف المدارس، لائل پور کا پانچواں سالانہ اجلاس منعقد ہوا جلسہ کی نشست گاہ دھوبی گھاٹ مقرر تھی۔ موسم بالکل صاف تھا۔ ان دنوں (اواخر اپریل) بارش کا امکان تھا مگر دوران تقریر ایسی آندھی آئی اور اولے پڑے کہ جلسہ کا مکمل انتظام درہم برہم ہوگیا۔

اسی طرح مدرسہ مذکور کا چھٹا سالانہ جلسہ ۱۶ تا ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۷۴ھ ۱۲ اپریل ۱۹۵۵ء دھوبی گھاٹ میں منعقد ہوا اور اپریل کو قاری عبدالحق کی زیر صدارت قاری محمد حسین دیوبندی تقریر کر رہے تھے۔ سنیت کی تردید اور دیوبندیت کی تبلیغ کے لیے امسال قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند (بھارت) مدعو تھا۔ قاری محمد حسین کی

---

[1] روایت چوہدری محمد منیر نمبردار، چک نمبر ۱۲۱، ج۔ب، فیصل آباد

تقریر کے دوران قاری طیب جلسہ میں آئے۔ قاری طیب کے آنے پر جلسہ گاہ میں ایسی بھگدڑ مچ گئی کہ تمام انتظام معطل ہو گیا۔ بار بار کی اپیل کے باوجود مجمع سے انتشار ختم نہ ہوا۔ آخر ناظم جلسہ کو اعلان کرنا پڑا کہ قاری محمد طیب کی تقریر کل دس بجے صبح ہو گی۔ اسی دوران یہ آواز بھی سنائی دی گئی کہ یہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی کرامت ہے۔[1]

(۸) مولانا محمد شریف خطیب منڈی وار برٹن ضلع شیخوپورہ، ستمبر ۱۹۵۵ء کو حج سے واپسی کے بعد لائل پور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان کے اعزاز میں بعد نماز عشاء شاہی مسجد میں ایک جلسہ کا اہتمام کروایا۔ جلسہ میں مولانا محمد شریف نے اپنا حج پر جانے کا واقعہ یوں بیان فرمایا کہ کچھ عرصہ پہلے میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا ماجرا پیش کیا۔ آپ نے فرمایا، مولانا! آپ کے گناہوں کی مغفرت دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو گی۔ دوسری مرتبہ حاضر ہوا حجرہ مبارکہ میں بیٹھ کر رو رہا تھا۔ حضرت نے میری پشت پر دست شفقت رکھا اور فرمایا دربار رسالت مآب میں حاضری ہو گی اور آپ کے سارے گناہ دھل جائیں گے۔ تیسری مرتبہ حاضری ہوئی آپ نے فرمایا، اب دربار رسالت مآب میں ضرور حاضری ہو گی، حج کی درخواست دے دو۔

مولانا بیان کر رہے تھے کہ میں بے زر تھا، حتیٰ کہ ان دنوں مشاہرہ بھی نہ مل رہا تھا۔ مالی حالت کی کیفیت یہ تھی کہ روزمرہ کے اخراجات کے لیے ادھار لے رکھا تھا۔

آپ نے جب مجھ کو درخواست جمع کرانے کا حکم فرمایا، اس وقت صرف دو دن باقی تھے کہ جن میں درخواست جمع کروائی تھی۔ ان دنوں چونکہ درخواست پر فوٹو کی پابندی نہ تھی، بلکہ کسی مجسٹریٹ کی تصدیق بھی کافی تھی۔ میں چونکہ فوٹو کے جواز کا قائل نہ تھا تصدیق کے لیے مجسٹریٹ کے پاس کچہری میں پہنچا۔ اس روز نہ ملا۔ دوسرے روز مجسٹریٹ مل گیا اور تصدیق کا کام بھی آسانی سے ہو گیا۔ درخواست فارم بھی وقت پر جمع ہو گیا اور زادِ راہ کا انتظام بھی بآسانی ہو گیا۔ یہ سب کرامت تھی حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی۔[2]

---

[1] نقل رجسٹر کارروائی اجلاس ہائے مخالفین، مخزونہ کتب خانہ شیخ الحدیث، فیصل آباد

[2] قلمی یادداشت ڈاکٹر محمد اسلم ایم ایس سی، انچارج افسر آب رسانی، اسلام آباد

(۹) ڈاکٹر محمد اسلم حال مقیم سید پور راولپنڈی بیان کرتے ہیں کہ لائل پور کے قیام کے عرصہ میں میری عادت یہ تھی کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ جب بھی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر تشریف لے جانے کا قصد فرماتے، تو آپ کا جوتا میں حاضر کرتا۔ ایک روز بارش کی وجہ سے آپ کی نعلین بھیگ گئی میں نے جیب سے رومال نکالا اور نعلین کو خشک کیا۔ یہ رومال میرے لیے تبرک بن گیا۔

ایک مرتبہ جب میں پنجاب یونیورسٹی کا پروفیسر تھا۔ دل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے انتہائی تڑپ تھی۔ طبیعت اسی تشنگی میں اکثر مضطرب رہتی تھی۔ ایک مرتبہ رات کو نماز عشاء کے بعد سر پر عمامہ باندھا اور اس میں وہی مذکورہ رومال جس سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی نعلین کو خشک کیا تھا، مصلی پر مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو گیا اور درود شریف کا ورد شروع کر دیا۔ دل میں یہ تہیہ کر لیا کہ جب تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں ہوگی، نہ بیٹھوں گا اور نہ لیٹوں گا۔ درود شریف پڑھتے پڑھتے کافی وقت گزر گیا۔ اچانک اونگھ آگئی اور پتہ بھی نہ چلا کہ کب اور کیسے مصلی پر گر گیا ہوں۔ اسی دوران سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم فرمایا اور زیارت سے مشرف فرمایا۔ بڑے جاہ وچشم سے تشریف فرما ہیں اور کسی کی آمد کے منتظر ہیں۔ چند ہی لمحوں بعد ایک باجمال و باکمال ہستی حاضر بارگاہ ہوئی۔ ایسا معلوم ہوا کہ آنے والے دربار داتا حضور کی طرف سے ہو کر آئے ہیں۔ یہ آنے والے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ تھے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بڑے مؤدب حاضر ہوئے۔ جب بیدار ہوا تو رومال والی پگڑی سر سے الگ ہو چکی تھی اور اس جگہ پڑی گئی تھی جہاں پر جمال جہاں آرا کا مشاہدہ کراتے وقت آپ تشریف فرما تھے۔[۱]

(۱۰) درس حدیث میں وقفہ کے دوران حاضرین میں سے کسی نے جرأت کی اور عرض کی کہ آپ کو سرکار بغداد حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے انتہائی عقیدت ہے۔ پھر بغداد شریف پر کیوں حاضر نہیں ہوتے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہاں جانے کے لئے پاسپورٹ

---

[۱] قلمی یادداشت ڈاکٹر محمد اسلم مقیم راولپنڈی، مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ

پر تصویر لگانا پڑتی ہے جو جائز نہیں۔ ویسے ہماری حاضری تو ہوتی رہتی ہے۔
اسی دوران اس شخص کو اونگھ آ گئی۔ ایسی حالت میں اس پر وجد طاری ہو گیا چیخیں مارتا ہوا بے ہوش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد جب اسے افاقہ ہوا تو وہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے قدموں میں گر گیا اور معافی مانگنے لگا آپ نے اسے خاموش رہنے کی تلقین فرمائی۔
دورہ حدیث کے بعد حاضرین نے اس سے بے ہوش ہونے کا سبب دریافت کیا۔ اس نے بتایا کہ جب میں نے جرأت کر کے بغداد کی حاضری سے متعلق دریافت کیا، تو اونگھ میں دربار غوثیت مآب کی حاضری نصیب ہو گئی۔ دیکھا کہ اولیاء کاملین کا مجمع ہے اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ وہاں موجود ہیں۔ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے مجمع میں انہیں دیکھ کر وجد میں آ گیا اور مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ ندامت ہوئی کہ میں نے کس قسم کی جرأت کی میں ان کو ایسے مشورے دے رہا ہوں جو دربار غوثیت مآب کے حضوری ہیں۔[1]
(۱۱) جناب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ فیصل آباد، حال مقیم اسلام آباد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ شاہین ایکسپریس گاڑی سے کراچی تشریف لے جا رہے تھے۔ بندہ خود اور دیگر بہت سے احباب لائل پور اسٹیشن پر آپ کو الوداع کہنے کے لیے موجود تھے۔ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ ادھر گاڑی کی روانگی کا وقت ہو گیا۔ گاڑی نے وسل کر دیا، لیکن آپ نے ارشاد فرمایا، پلیٹ فارم پر نماز پڑھیں گے کوئی فکر نہیں گاڑی نہیں جائے گی چنانچہ پلیٹ فارم پر نماز با جماعت ہوئی سگنل ہو چکا تھا۔ گاڑی مسلسل وسل کر رہی تھی مگر جب تک نماز ختم نہ ہوئی گاڑی نہ چلی۔ جب حضرت صاحب فرسٹ کلاس میں بہ اطمینان سوار ہو گئے، تو گاڑی چل پڑی ہمیں خیال ہوا کہ شاید ریلوے کا کوئی ذمہ دار افسر آپ کا معتقد ہو گا، اس لیے گاڑی نے انتظار کیا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ کوئی عارضی نقص پیدا ہو گیا تھا، اس لیے گاڑی آپ کے نماز پڑھنے تک رکی رہی۔[2]

---

[1] قلمی یادداشت ڈاکٹر محمد اسلم، مقیم راولپنڈی
[2] قلمی یادداشت، چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ حال مقیم اسلام آباد، محررہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

(۱۲) موصوف الذکر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ملنے والے سرینگر کے ایک رئیس ہمارے ہاں لائل پور میں تشریف لائے۔ ان کی اہلیہ کو کچھ دیرینہ مرض تھا، بلکہ انہیں گمان تھا کہ آسیب وغیرہ کا کوئی اثر ہے۔ میں نے کہا کہ میں ابھی آپ کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے پاس لیے چلتا ہوں۔

انشاء اللہ تعالیٰ افاقہ ہو جائے گا۔ میں نے اپنے منشی شوکت علی کو بھیجا کہ پتہ کرے کہ حضرت صاحب گھر موجود ہیں؟ اگر موجود ہیں تو انہیں لینے کے لیے حاضر ہونے کی اجازت لے کر آئے۔ چند منٹ بعد میرا منشی بھاگتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ حضرت صاحب آپ کی طرف آرہے ہیں۔ میں ناراض ہوا کہ تم نے غلطی کی۔ حضرت صاحب کو کیوں تکلیف دی، ہم خود حاضر ہونا چاہتے تھے۔ منشی نے کہا کہ حضرت صاحب تو پہلے ہی آپ کی طرف آرہے تھے اور مجھے دیکھ کر انہوں نے فرمایا کہ ہم چوہدری صاحب کی طرف جارہے ہیں اتنے میں حضرت صاحب جلوہ افروز ہوئے اور مہمان مریضہ کو دم کیا۔ آپ کی برکت سے وہ صحت یاب ہوگئی۔[1]

(۱۳) موصوف الذکر بیان کرتے ہیں کہ میں اور خان محمد عمر خان ایڈووکیٹ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نماز تراویح ادا کیا کرتے تھے۔ نماز تراویح سے فارغ ہو کر میں اپنے گھر آجایا کرتا تھا اور خان صاحب اپنے گھر چلے جاتے۔ ایک روز خان صاحب کہنے لگے کہ آج نماز تراویح کے بعد جھنگ بازار والے صوفی کی دکان سے تازہ جلیبی کھائیں گے نماز تراویح کے اختتام اور نماز وتر سے قبل ایک طالب علم نے مجھے آکر کہا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد ان کو مل کر جائیں۔ گرمی کا موسم تھا۔ میں اور خان صاحب، حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق اوپر چھت پر چلے گئے، جہاں پر حضرت صاحب اکثر ملاقات فرمایا کرتے تھے۔ اتنے میں صوفی کی دکان سے تازہ جلیبی آئی۔ حضرت صاحب بھی تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ صوفی کی دکان کی تازہ جلیبی کھائیں۔[2]

(۱۴) موصوف الذکر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں نماز تراویح کے لیے

---

[1] قلمی یادداشت چوہدری مختار احمد انور، ایڈووکیٹ، مقیم اسلام آباد، ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

[2] قلمی یادداشت چوہدری مختار احمد انور، ایڈووکیٹ، مقیم اسلام آباد، ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

حضرت صاحب کے پاس جانے لگا، تو میرا لڑکا کہ وہ بھی ساتھ جائے گا۔ میں نے سوچا کہ وقت زیادہ لگتا ہے چھوٹے سے بچے کو کون سنبھالے گا۔ بچے کی والدہ مجھے کہنے لگی کہ آپ بچے کے لیے حضرت سے پھولوں کا ہار لائیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے، میں ہار لاؤں گا۔ اس پر بچہ راضی ہو گیا۔

جب میں مسجد میں پہنچا تو آندھی چلی اور بجلی فیل ہو گی، ابھی نماز عشاء شروع نہ ہوئی تھی کہ ایک طالب علم اندھیرے میں پوچھتا پھر رہا تھا کہ وکیل صاحب کہاں ہیں۔ اندھیرے میں اُس کی آواز سن کر میں نے اسے اپنے پاس بلالیا اور پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت صاحب نے آپ کے بچے کے لیے پھولوں کا ہار بھیجا ہے۔ میں نے وہ ہار لے لیا اور نماز کے بعد بچے کے لیے گھر لے گیا۔[1]

(۱۵) موصوف الذکر ہی بیان کرتے ہیں کہ مخالفین اہل سنت نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے خلاف بہت سازشیں کیں مگر بحمدہٖ تعالیٰ سب ناکام رہیں۔ ایک دن موسم سرما میں رات کے گیارہ بجے ایک شخص جامعہ رضویہ میں آیا اور کہنے لگا کہ حضرت صاحب سے ملاقات کرنی ہے۔ اس وقت حضرت صاحب اکیلے جامعہ کی بالائی منزل کے ایک کمرہ میں محو مطالعہ تھے۔ طالب علموں نے کوئی احتیاط نہ کی اور اس شخص کو حضرت صاحب کے کمرہ میں بھیج دیا۔ اس شخص نے گرم چادر اوڑھی ہوئی تھی اور ایک خنجر اس میں چھپایا ہوا تھا۔ وہ حضرت صاحب پر قاتلانہ حملہ کی نیت سے آیا تھا۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو آپ کی ہیبت سے تھر تھر کانپنے لگا۔ حضرت صاحب نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس وقت اس کا چھپا ہوا خنجر زمین پر گر پڑا۔ وہ شخص رونے لگا۔ بڑی عاجزی سے معافی مانگنے لگا۔ حضرت صاحب نے اسے معاف فرما دیا۔ اسی وقت وہ شخص آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گیا۔ اس شخص کے بتانے پر انکشاف ہوا کہ مخالفین اہل سنت نے علمی محاذ پر شکست فاش کھا کر آپ کو قتل کرنے کی سازش کی ہے۔[2]

(۱۶) قدوۃ العارفین حضور داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ کے مزار پر انوار سے اہل

---

[1] قلمی یادداشت چوہدری مختار احمد انور، ایڈووکیٹ، مقیم اسلام آباد، ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

[2] قلمی یادداشت چوہدری مختار احمد انور، ایڈووکیٹ، مقیم اسلام آباد، ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

عقیدت کی توجہ ہٹانے کے لیے مولوی احمد علی امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ، لاہور نے ایک چال چلی اور اعلان کیا کہ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کا مزار بادشاہی مسجد کے بالمقابل ہے۔ موجودہ مزار حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کا نہیں۔ مولوی احمد علی نے اپنی متعدد تقاریر میں کہا کہ انہیں شاہی قلعہ لاہور میں انوار برستے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ متعدد باران سے وضاحت طلب کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ یہ انوار حضور داتا گنج بخش مظہر نور خدا فیض عالم پر برستے ہیں جو اس قلعہ میں مدفون ہیں۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے بیان کیا:

''مجھے خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل جو نور فراست بخشا ہے اس کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ راز میرے سینہ میں لوح محفوظ کی طرح محفوظ ہے کہ حضرت داتا صاحب کا مزار کس جگہ ہے اور میں بحمد اللہ اس بات پر قادر ہوں کہ آپ کو انگلی رکھ کر یہ بتا سکوں کہ آپ کا سر کہاں ہے اور پاؤں کہاں ہیں۔''[1]

انہی ایام میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے شیرانوالہ دروازہ لاہور میں ایک جلسہ کے خطاب کے دوران مولوی احمد علی کی اس سازش سے لوگوں کو آگاہ فرمایا:

چراغے را کہ ایزد بر فروزد
ہر آں کو تف کند ریشش بسوزد

آپ نے مولوی احمد علی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے وہابی! آ میرے ساتھ چل کر موجودہ دربار داتا میں قبر انور کے سامنے کھڑا ہو۔ اگر حضور داتا صاحب نے قبر سے اٹھ کر فرما دیا کہ میری قبر یہی ہے تو مان لینا اور اگر حضور داتا صاحب نے قبر سے اٹھ کر نہ فرمایا تو میں خود اعلان کروں گا کہ اے لوگو! آؤ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ کی قبر مبارک قلعہ میں ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے اس پُر اعتماد بیان نے مولوی احمد علی کو حیرت

---

[1] روزنامہ آفاق، لاہور، یکم فروری ۱۹۵۹ء، ص ۲، بحوالہ ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ جڑانوالہ، ۴ شعبان ۱۳۷۸ھ، ص ۷

میں ڈال دیا۔ اب اُس کے لیے اِس کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا کہ خود اعلان کرے کہ موجودہ مزار داتا صاحب کا ہی ہے۔[1]

(۱۷) حاجی نیک محمد خازن مسجد سبحان اللہ غلام محمد آباد، فیصل آباد کی پہلی زندگی گناہوں سے آلودہ تھی۔ سینما بینی کی عادتِ بد انہیں ایسی تھی کہ ہر ہفتہ اُسے پورا کرتے۔ اسی حالت میں وہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی خدمت میں بھی کبھی کبھی حاضر ہوتے۔ ایک موقعہ پر آپ نے حاجی صاحب مذکور سے دریافت فرمایا کہ آپ سینما تو نہیں دیکھتے۔ حاجی صاحب خاموش رہے۔ آپ نے فرمایا کہ جتنے پیسے تم سینما بینی پر خرچ کرتے ہو، انہیں بچالیا کرو اور کچھ پیسے اور ملا کر لاہور حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دے لیا کرو۔

حضرت صاحب کے ان کلمات میں کچھ ایسی تاثیر تھی کہ حاجی صاحب اسم با مسمیٰ بن گئے۔ سینما بینی کی عادت ترک کردی، نماز پنج گانہ کے عادی بن گئے اور دربار داتا میں اکثر حاضری دینے لگے۔

مولانا سید محمد جلال الدین شیخ الحدیث دار العلوم محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی ضلع گجرات بیان کرتے ہیں کہ میرے طالب علمی کے دور میں ہمارے استاد، جامع معقول ومنقول علامہ سلطان احمد اللہ نے شرح جامی کی تدریس کے دوران مجھ سے فرمایا کہ تم اپنے پیرومرشد حضرت سید نور الحسن شاہ کیلیانوالہ سے عرض کرنا کہ سماع موتی سے کلام باری کا مسئلہ کس طرح حل ہوتا ہے؟ ان کا اشارہ اس طرف تھا کہ جس طرح کلام ذات باری بے مثل اور بے صوت ہے۔ کچھ ایسا ہی معاملہ سماع موتی میں ہے۔ یہاں کلام اور سماعت اسباب عادی پر موقوف ہوتے ہیں۔ عرض کرنے پر حضرت پیرومرشد نے فرمایا کہ مسئلہ سمجھنے کے لیے مولانا خود تشریف لائیں۔

حضرت شاہ صاحب کا بیان ہے کہ جب میں دورہ حدیث پڑھنے بریلی حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے حضور حاضر ہوا تو ایک روز دوران سبق سماع موتی کی بات چل نکلی۔ آپ نے اس پر قرآن وحدیث اور کلمات علماء سے بے شمار دلائل دیئے۔ میں

---

[1] ایضاً

نے عرض کیا، یہ تو قال تھا حال سے۔ مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔ اس پر حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ تبسم کناں ہوئے اور صرف اتنا فرمایا کہ پھر کسی وقت۔

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ بریلی سے فیصل آباد آ گئے۔ اکثر ملاقات ہوتی مگر یہ مسئلہ سامنے نہ آیا۔ آپ کے وصال کے چھ ماہ بعد میں آپ کے مزار پُرانوار پر حاضر ہوا۔ مراقبہ کیا۔ مراقبہ میں آپ نے مجھ سے کافی دیر تک کلام فرمایا اور پھر مجھے یاد دلایا کہ شاہ صاحب دیکھئے یہ آپ کے اس سوال کا جواب ہے جو آپ نے آج سے پندرہ سال پہلے بریلی میں دورہ حدیث پڑھتے ہوئے کیا تھا۔

پھر فرمایا: اولیاء اللہ زندہ ہوتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسل سے ان پر احوال پیش کیے جاتے ہیں۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ چند ماہ ہوئے کیا آپ کو وہ فلاں واقعہ پیش نہیں آیا۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جس واقعہ کی طرف حضرت صاحب نے اشارہ فرمایا وہ آپ کے وصال کے بعد مجھے پیش آیا تھا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا:

الان کما کان۔ یعنی جس حالت میں ہم اولیاء اللہ وصال سے پہلے ہوتے ہیں وہی حالت بعد وصال ہوتی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی عادت یہ تھی کہ جس جگہ بھی جاتے، وہاں کے اولیاء اللہ کے مزارات پر ضرور حاضری دیتے۔ لاہور میں حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تو اکثر حاضری ہوتی۔ مہینے میں دو تین بار تو معمول کی حاضری تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ صاحبان مزار بالخصوص حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو ایک خاص نسبت قلبی تھی۔ اہل نظر کا کہنا ہے کہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے حضور مراقبہ میں آپ پر عجیب روحانی کیفیات وارد ہوتیں۔

ایسا محسوس ہوتا کہ آپ اپنی معروضات پیش کر رہے ہیں اور ان سے مشورہ لے رہے ہیں۔ بقیۃ السلف مولانا مفتی عزیز احمد بدایونی مقیم جامع نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں:

”داتا دربار میں آپ خاص مراقبہ فرماتے۔ وہیں سے فیض لیتے۔ انہی کے اشارہ سے جامعہ رضویہ قائم ہوا۔“[1]

حضرت مفتی صاحب یہ حقیقت بیان کرتے ہوئے بڑے محتاط معلوم ہوتے تھے نہ معلوم ان الفاظ کے پس پردہ کتنے حقائق پوشیدہ ہیں۔

اسی سلسلہ میں صوفی قمر الدین، فیصل آباد کا بیان بھی قابل توجہ ہے، حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ داتا دربار میں ایسے مؤدب کھڑے ہوتے کہ گویا ان سے ہم کلام ہو رہے ہیں۔[2]

اس تعلق قلبی اور روحانی نسبت کی پختگی کے سبب حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ مبارکہ میں جہاں ہزاروں علماء و مشائخ اور لاکھوں مسلمانوں نے شرکت فرمائی وہاں اہل نظر نے اکثر اولیاء اللہ کو بھی آپ کے جنازہ مبارکہ میں تشریف فرما پایا۔

شہسوار خطابت مولانا سید فیض الحسن شاہ صاحب سجادہ نشین آلومہار (ضلع سیالکوٹ) نے بیان فرمایا:

”آپ کے جنازہ میں حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما ہوئے۔“[3]

عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت وہ نعمت ہے جس کی بدولت عاشقان مصطفیٰ بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضوری بنتے ہیں اور اصطلاح صوفیہ کے مطابق انہیں فنافی الرسول کا

---

[1] حضرت مولانا مفتی عزیز احمد قادری بدایونی نے یہ واقعہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ کی موجودگی میں ۲۱ صفر ۱۴۰۴ھ مولانا محمد جلال الدین قادری سے بیان فرمایا۔

[2] قلمی یادداشت صوفی قمر الدین فیصل آباد، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

[3] روزنامہ غریب، لائل پور۔ ۹ مارچ ۱۹۵۴، ص ۳

(نوٹ: حضور داتا گنج بخش قدس سرہ کی شرکت جنازہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ بطور برکت اور جنازہ پر انوار محسوس کی خبر جب مشہور ہوئی تو بعض احباب نے اسے حیرت کی نگاہوں سے دیکھا اور اس کو بصورت استفتاء علماء کے سامنے پیش کیا کہ کیا ایسا ممکن ہے؟ مولانا مفتی محمد امین سابق مفتی جامعہ رضویہ لائل پور نے شرعی دلائل سے ثابت کیا کہ ایسا ممکن ہے، بلکہ واقع ہے اور بعض اولیاء اللہ سے ایسا منقول ہے۔ تفصیلی فتویٰ ملاحظہ ہو، ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور ۳ جنوری ۱۹۸۵، ص ۵

عظیم مقام و منصب نصیب ہوتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا آقائے کون و مکان حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت ضرب المثل بن چکا تھا۔ دوست و دشمن سبھی اس کے معترف تھے۔ اسی عشق مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے آپ فنافی الرسول کی منزل پر فائز تھے، چنانچہ آپ کے معاصر جلیل القدر مشائخ عظام نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ اس سلسلہ میں شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی، حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری، حضرت مولانا احمد سعید کاظمی، حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد قادری، مولانا سید زاہد علی، مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی وغیرہم مشائخ و علماء کرام کا متفقہ بیان ہے:

''حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ فنافی الرسول کے مقام پر فائز تھے۔''[1]

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ ایک کامل ولی اللہ تھے۔ یہ بات شک سے ورا ہے۔ گزشتہ سطور میں آپ نے اس بارے میں جو پڑھا وہ اس سلسلہ میں کافی ہے۔ تاہم اس مقام پر ان چند خوابوں کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، جن کا تعلق آپ کی ذات سے ہے۔

(۱۸) جناب بابا کریم بخش مقیم گئوشالہ کچی آبادی، فیصل آباد نے مولانا مفتی محمد امین صاحب مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ، فیصل آباد سے بیان کیا کہ میں نے خواب میں ایک شخص کو تانگے پر کچھ اعلان کرتے دیکھا۔ جب میں تانگے کے قریب ہوا، تو اعلان کرنے والے نے نیچے اتر کر مجھے کہا: بابا! تو بھی اعلان سن لے کہ جو شخص نجات چاہتا ہے مولانا محمد سردار احمد صاحب کا دامن تھام لے۔[2]

میں نے خواب دیکھا کہ جامعہ رضویہ لائل پور میں بھاری اجتماع ہے۔ حضرت محدث اعظم مدظلہ کی نشست گاہ میں دو بزرگ حضرت جنید بغدادی اور حضرت ابوبکر شبلی جلوہ گر ہیں۔ میں نے ان دونوں بزرگوں سے عرض کی کہ آپ صاحبان تو اولیاء سابقین میں تھے زمانہ حال کے ایک بزرگ حضرت مولانا محمد سردار احمد مدظلہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے............ ان دونوں بزرگوں نے بیک زبان فرمایا:

---

[1] تفصیل کے لئے مذکورا کابر کے قلمی بیانات، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، دیکھے جاسکتے ہیں

[2] ماہنامہ نوری کرن، بریلی، مارچ و اپریل ۱۹۶۳ء ص ۱۰۴

''مولانا سردار احمد حق پر ہیں، حق پر ہیں، حق پر ہیں۔''[1]

(۱۹) مولانا محمد سلیم ناظم مکتبہ اویسیہ سید حامد آباد، بہاول پور اپنے ایک دوست کا خواب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی گود میں لیا ہوا ہے اور آپ کی ڈاڑھی کو اپنا دست مبارک لگا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تعارف کرا رہے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت خوش ہو رہے ہیں۔[2]

اولیاء اللہ کی بعض باطنی کیفیات کا ظہور ان کے وصال کے بعد ہوتا ہے حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر بھی بعض کرامات کا ظہور ہوا، جن کا مشاہدہ کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ عاشق رسول اکرم، نبراس المحدثین حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد قدس سرہ کا جنازہ مبارک کچہری بازار (فیصل آباد) سے بطور جلوس پورے جاہ وجلال کے ساتھ خراماں خراماں گزر رہا تھا کہ خاص کیفیت نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ عقیدت سے نظریں جھکا کر چلنے والے بھی تابوت کی طرف دیکھنے لگے اور اپنے پرائے سب اس نورانی منظر کو دیکھ کر رقت اور عجیب تاثر کے ساتھ عش عش کر اُٹھے کہ حضرت کے تابوت پر محسوس نور کی چھما چھم بارش ہو رہی تھی۔ دن کے اجالے اور سورج کی روشنی میں عقیدت مند اور بیگانے سب اس نورانی پھوار کو سر کی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ اس نظارے سے متاثر ہو کر بھی کہہ رہے تھے۔

سبحان اللہ! کیا نور برس رہا ہے۔

قریب کے ساتھیوں نے نہایت عجیب حقیقت افروز جواب دیا:

''اوپر سے نور برس رہا ہے تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ اندر بھی نور ہی ہے۔''

آسمان سے نور افشانی ہوئی تابوت پر
کیا مقدس بندہ غفار تھے شیخ الحدیث
دیکھ کر منظر جنازہ کا یہ ظاہر ہو گیا
اہل حق کے سید و سردار تھے شیخ الحدیث

---

[1] ایضاً، ص ۵۷
[2] ایضاً، ص ۵۷

۲ـ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (ا) روزنامہ سعادت لائل پور ۳۱ دسمبر ۱۹۶۲
(ب) روزنامہ عوام، لائل پور، ۳۱ دسمبر ۱۹۶۲
(ج) ماہنامہ نوری کرن، بریلی مارچ واپریل ۱۹۶۳
(د) ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور ۳ جنوری ۱۹۶۴ء

اولیاء اللہ کے سینے علم وعرفان کے ایسے خزینے ہوتے ہیں جن تک رسائی ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ قدرت کاملہ کے راز ہائے سربستہ ان کے سینوں میں محفوظ ہوتے ہیں۔ گہرے سمندر کی طرح معرفت سے بھرپور وجودوں میں ٹھہراؤ ہوتا ہے۔ سکون و خاموشی ہوتی ہے۔ دعویٰ سے بے نیاز ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھار ان کی زبانوں پر کچھ ایسے کلمات جاری ہو جاتے ہیں جو ان کے مراتب ولایت کے غماض ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ایک واقعہ اسی نوعیت کا مولانا اسد نظامی (جہانیاں منڈی) نے ۲۸ ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ کو تعلیم اہل سنت مولانا حکیم محمد موسیٰ امرتسری ضیائی کی موجودگی میں بیان کیا۔

(۲۰) 1951ء میں حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مولانا محمد حنیف فیصل آباد مولانا حسن علی رضوی میلسی اور میں نے جہانیاں سے میلسی تک سفر کیا۔ میلسی سے ادھر کوئی پانچ چھے میل کے فاصلہ پر ڈھمکی نہر کے پل کے قریب بس خراب ہوگئی۔ سواریاں نیچے اتر آئیں مولانا حسن علی رضوی نے کمبل بچھا دیا۔ اس پر حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ بیٹھ گئے۔ تھوڑی دور ایک جاٹ ہل چلا رہا تھا۔ آپ نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضوری ہے۔''

وہ جاٹ ہل چھوڑ کر آ گیا اور آتے ہی پنجابی زبان میں کہنے لگا:

''مولوی صاحب! آپ نے میرا پردہ تو فاش کر دیا ہے، لیکن اپنے بارے میں بھی کہیے۔ آپ تو مجھ سے بھی پہلے وہاں دربار رسالت میں حاضر ہوتے ہیں۔''

زمیندار کے چلے جانے کے بعد ہم نے آپ کو مزید کریدنا چاہا لیکن آپ خاموش ہو گئے۔

اسی نوعیت کا ایک واقعہ مولانا بشیر احمد سیالوی بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ آپ نے دور سے آنے والے اجنبی شخص کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

"آنے والا بندہ وقت کا ولی ہے۔"

جب وہ پاس آیا تو اُس نے عرض کیا حضرت کسی کا راز فاش نہیں کرنا چاہیے۔[1]

(۲۱) ایک مرتبہ لائل پور میں موسم پر بارش نہ ہوئی۔ لوگ بارش نہ ہونے سے پریشان تھے اور اپنے طور پر دعائیں مانگ رہے تھے اور نماز استسقاء پڑھ رہے تھے، مگر ہنوز بارش کے ناپید تھے۔ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور اپنی مشکل پیش کر کے طالب دعا ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ نماز استسقاء کے لیے چند شرائط ہیں جن کا بیان کتب حدیث اور فقہ میں موجود ہے۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

شہر سے باہر کھلے میدان میں، دھوپ میں ادا کی جائے۔

بچے اور بوڑھے بھی دعائیں مانگیں اور گرمی کی شدت برداشت کریں۔

اگر ممکن ہو تو جانوروں کو بھی میدان میں کھڑا کیا جائے۔

نماز استسقاء سے پہلے تین دن روزہ رکھا جائے اور خیرات کی جائے۔

چنانچہ نماز جمعہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ حاضرین میں سے جو سادات کرام ہیں وہ آگے تشریف لے آئیں، چند حضرات آگے آ گئے۔ آپ نے ان میں ہر ایک کا دامن تھام کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی کہ اے اللہ اپنے حبیب پاک ﷺ کی اولاد پاک کے صدقے باران رحمت نازل فرما۔ دعا کے بعد لوگ ابھی اپنے گھروں کو پہنچنے ہی نہ پائے تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ پورا شہر جل تھل ہو گیا، حالانکہ دعا کے وقت آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا بھی موجود نہ تھا۔[2]

مقدمات کے باوجود بھی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے موقف میں ذرا بھر بھی کمی یا نرمی نہ آئی۔ حکام کی جانبداری بھی آپ کے پاس استقلال میں لغزش یا جنبش پیدا نہ کر سکی۔

---

[1] قلمی یادداشت مولانا بشیر احمد سیالوی جہلمی، مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

[2] قلمی روایت مولانا رشید احمد، مکتبہ معین الاسلام، فیصل آباد

(۲۲) رویت ہلال کے سلسلہ میں مقدمات کی ناکامی کے باوجود جانبدار حکام اور مخالفین اہل سنت کی کارروائیوں کی روداد جناب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ کی زبانی سنئے:

''چونکہ ڈی سی صاحب کا یہ داؤ بھی ناکام ہو گیا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ حضرت صاحب ان کی عدالت میں آئیں، مگر حضرت صاحب فرماتے تھے کہ وہ فقیر آدمی ہیں۔ وہ کیوں افسروں کے پاس جائیں۔ چنانچہ ڈی سی وغیرہ نے مشورہ کر کے یہ پلان بنایا کہ شہر میں حضرت صاحب کی وجہ سے فرقہ بندی بڑھ گئی ہے اور فسادات کا فوری خطرہ ہے۔ اس لیے دونوں گروہوں کے چند اشخاص کے ناموں پر مشتمل کیس بنا دیا کہ ان کی ضمانتیں لی جائیں تا کہ فساد کی روک تھام ہو سکے۔ اس میں حضرت صاحب کے ساتھ میرا خان محمد، عمر خان، شیخ بشیر احمد (سابق چیئرمین بلدیہ لائل پور)، غازی محمد حسین اور مولانا عبد القادر صاحب کے نام تھے اور دوسری طرف مولوی محمد یونس اور اُن کے ہمراہیوں کے نام تھے۔ ایک شام ایس پی کی طرف سے حکم نامہ حضرت صاحب کے نام پہنچا کہ اگلی صبح ۹ بجے ایس پی کے دفتر میں حاضر ہوں۔ حضرت صاحب نے مجھے بلوایا۔ میں ذرا پریشان ہوا کیونکہ ہم نہیں چاہتے تھے کہ حضرت صاحب کسی افسر کے سامنے پیش ہوں، مگر حضرت صاحب نے میری پریشانی معلوم کر کے فرمایا کوئی بات نہیں، ہم ملیں گے کیونکہ کسی افسر کے بلانے پر یا عدالت میں جانا شرعاً منع نہیں۔ اگلی صبح جب میں اپنی کار لے کر حضرت صاحب کو لینے گیا تو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب علی الصبح ہی داتا صاحب (لاہور) تشریف لے گئے ہیں۔ بہر حال ہم لوگ میٹنگ کے لیے ایس پی کے دفتر میں پہنچ گئے دوسری طرف سے مولوی محمد یونس اور ان کے ہمراہی تھے۔ ان لوگوں نے ایس پی کو بھڑکانے کی خاطر کہا کہ دیکھا سردار احمد نہیں آیا۔ وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ ایس پی بھی غصہ میں نظر آتا تھا۔ میٹنگ شروع ہونے والی تھی کہ تین اصحاب ایس پی کے کمرے میں داخل ہوئے اور ایس پی کو کہنے لگے کہ ہمارے ساتھ چلو ایس پی نے کہا کہ بہت اہم میٹنگ بلائی گئی ہے۔ معاملہ سنگین ہے اور شہر میں فساد کا خطرہ ہے۔ اس پر آنے

والوں میں سے ایک جو کہ خلیفہ شجاع الدین صدر اسمبلی تھے اُس نے گرجدار آواز میں کہا کہ کیا بات ہے۔ تو ایس پی نے کہا کہ مسجد میں میلاد کی محفل کے انعقاد پر جھگڑا۔ سب نے کہا کہ مسجد میں میلاد کی محفل ہونی چاہئے۔ مولوی محمد یونس نے ایک قرآنی آیت پڑھ دی۔ اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ خلیفہ صاحب بلند پایہ وکیل صدر اسمبلی اور دینی علوم کے ماہر ہیں، کیونکہ اس وقت انہوں نے انگریزی لباس پہنا ہوا تھا۔ داڑھی مونچھ ندارد۔ خلیفہ صاحب، مولوی محمد یونس پر برس پڑے اور کہنے لگے کہ تم کو مولوی کس نے بنایا ہے۔ تم تو جاہل ہو۔ جو آیت تم نے پڑھی ہے، وہ مشرکین کے متعلق ہے۔ غرضیکہ مولوی محمد یونس کی بے حد بے عزتی ہوئی اور میٹنگ برخاست ہوئی اور وہ ایس پی کو ساتھ لے کر چلے گئے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت صاحب شیخ الحدیث قدس سرہ نے داتا صاحب پہنچ کر معاملہ ان کے حضور پیش کر دیا اور یہ تین اصحاب لاہور سے چل کر عین بروقت ایس پی کے کمرہ میں پہنچے اور مخالف گروہ کے سرغنہ کی مرمت کر دی۔"[1]

(۲۳) محدث اعظم پاکستان قبلہ قدس سرہ کے سفر حج کے ایک شریک میاں محبوب الٰہی انجینئر چونیاں بیان کرتے ہیں:

"مکہ شریف میں جہاں بھی آپ قیام پذیر ہوتے، وہیں محفل نعت خوانی ہو جاتی، عمرہ کے لیے میقات پر جاتے، تو وہاں بھی اسی طرح خوب رونق رہتی۔ اکثر اوقات نماز عشاء کے بعد، اذان سے قبل آپ حرم شریف میں موجود رہتے اور عموماً خانہ کعبہ کا طواف کیا کرتے۔"

ایک دن دوران طواف میں آپ کے بالکل ہی قریب تھا۔ جب آپ حجر اسود کے نزدیک پہنچے، تو میں اس خیال سے کہ آپ حجر اسود کو با آسانی بوسہ دے سکیں، میں نے آگے کھڑے ہوئے آدمیوں کو ہٹانا چاہا تو آپ نے اشارہ سے مجھے روک دیا۔ جب آپ آگے بڑھے تو لوگوں نے خود ہی جگہ خالی کر دی۔ اس طرح آپ نے حجر اسود کو با آسانی چوم لیا اور پھر مجھے بھی اسی طرح ہر چکر میں موقعہ ملتا رہا۔ بعدہ آپ نے فرمایا، اس سے

---

[1] مکتوب چوہدری مختار احمد انور ایڈووکیٹ بنام محررہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء

قبل میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے طواف کر رہا تھا تو مجھے ہر چکر میں حجر اسود کو چومنے کا موقعہ ملتا رہا اور اب تو یہ طواف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے تھا اور مجھے پورا یقین تھا کہ اب کیوں رکاوٹ ہو گی۔ آپ کا اشارہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی علمی طبع اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے رعب و جلال کی طرف تھا۔ سبحان اللہ۔

اس کے بعد تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے شامل رہتا اور حجر اسود کے بوسہ سے محظوظ ہوتا۔ یہ یقیناً آپ کی کرامت ظاہرہ تھی۔[1]

(۲۴) حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے جنازہ مبارکہ پر ''محسوس نور'' کی بارش کے احوال سے گفتگو کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد عبد الرشید رضوی، خطیب سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد نے بیان فرمایا کہ ہم دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں آپ سے درس حدیث لیا کرتے تھے۔ کیونکہ مظہر اسلام بریلی شریف کی کوئی مستقل عمارت نہ تھی۔ مسجد بی بی جی مرحومہ کے صحن میں ٹین کا ایک چھپر تھا، جس کے سایہ میں آپ بیٹھ کر درس حدیث دیا کرتے تھے۔ تدریس حدیث کے دوران بارہا ایسا موقع آیا کہ دن کے اجالے میں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ بارش ہو رہی ہے جو درحقیقت احادیث طیبہ کے انوار ہوتے اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہائی والہانہ محبت کے باعث اترتے ہمیں بھی محسوس ہوتے تھے۔ ان انوار کی ضیاء میں سورج کی روشنی ماند پڑ جاتی تھی۔[2]

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ مبارکہ پر انوار و تجلیات کی بارش کا واقعہ ایسا متواتر اور شہرت یافتہ ہے کہ اس سے انکار کی کوئی راہ نہیں۔ ہاں بعض افراد کے ذہنوں میں سوال پیدا ہوا کہ جنازہ ''محسوس نور'' کی بارش کا وقوع اس سے پہلے بھی کبھی ہوا ہے؟ اسی نوعیت کا ایک سوال جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور کے مفتی حضرت مولانا ابو سعید محمد امین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے نہایت تفصیلی دلائل سے ثابت کیا کہ اس قسم کے امور حسنہ کا وقوع حضور انور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں سے ہوتا آیا ہے۔

---

[1] روزنامہ سعادت، فیصل آباد ۱۹۰ جون ۱۹۸۳ء

[2] ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور،

جواب کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

الحاصل عشاق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس قسم کا معاملہ ہوتا رہتا ہے، چنانچہ حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روض الریاحین میں حضرت سید نا سہیل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ جب آپ کا جنازہ مبارکہ جا رہا تھا تو ہجوم امڈ کر آ گیا اور شہر میں ایک یہودی ستر سالہ اپنے گھر میں تھا کہ اس نے اچانک شور سنا تو وہ بھی نکلا تا کہ پتا کرے کہ کیا ہے؟ اور جب اس کی جنازہ پر نظر پڑی تو کہنے لگا اَتَرَوْنَ مَا اَرٰی یعنی جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں، کیا تم بھی دیکھتے ہو؟ لوگوں نے پوچھا، تجھے کیا نظر آتا ہے؟ تو یہودی نے جواب دیا: اَرٰی اَقْوَامًا یَنْزِلُوْنَ مِنَ السَّمَآءِ یَتَبَرَّکُوْنَ بِالْجَنَازَۃِ۔ یعنی میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان سے فوجیں اتر رہی ہیں اور وہ جنازہ سے برکت حاصل کر رہی ہیں۔

وہ یہودی مسلمان ہو گیا اور بڑا نیاز مند اور پرہیز گار مسلمان بن گیا۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قَالَتْ لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِیُّ کُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّہٗ لَا یَزَالُ عَلٰی قَبْرِہٖ نُوْرٌ

''یعنی جب حضرت نجاشی کا انتقال ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اس بات کا چرچا ہوتا تھا کہ ہمیشہ حضرت نجاشی کی قبر پر نور دکھائی دیتا ہے۔'' (رواہ ابوداؤد)

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا جنازہ شیخ الحدیث بازار جھنگ بازار میں داخل ہونے سے پہلے جب گھنٹہ گھر پہنچا تو یکا یک اسی نور نے دبیز چادر کی صورت اختیار کر لی اور سارا تابوت اس میں چھپ گیا۔ چمکیلے تانبے کے باریک پتروں کی طرح نور کی سنہری کرنیں اس طرح تابوت پر گر رہی تھیں کہ ہزاروں نے تعجب سے اس آسمانی رحمت کو دیکھا۔ نور کی اس لطیف اور محسوس دھند میں جب جنازہ چھپ گیا، تو جنازہ اٹھانے والوں کو پکار کر ایک دوسرے سے پوچھنا پڑا کہ تابوت کہاں ہے؟ چند لحات کی کیفیت برقرار رہی۔ پھر تابوت کے پاؤں کی طرف سے کمان کی طرح نور بلند ہوا اور لوگو کو دوبارہ سب کچھ نظر آیا۔ اس واقعہ کے عینی شاہد آج بھی ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں۔ یہ ایک حقیقت تھی نہ کہ اظہار عقیدت۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی تدفین کے اگلے روز مقامی اخبارات نے نور محسوس کی بارش کے واقعہ کو جلی کالموں میں لکھا۔ جناب خلیق قریشی مدیر مسئول روزنامہ عوام، لائل پور لکھتے ہیں۔

یہ امر واقعہ ہے کہ ایک نوجوان نے بہت سے لوگوں کو توجہ دلائی جن میں، میں خود بھی شامل تھا۔ مولانا الحاج محمد سردار احمد مرحوم ومغفور کا تابوت کچہری بازار میں پہنچا تو تابوت کے اوپر باقاعدہ نور کی چمک اور نورانیت نظر آتی تھی۔ یہ روشنی اور اس کا عکس پر نور ایک خاص احاطہ کے اندر تمام راستہ موجود رہا ہے۔

''خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔''[1]

روزنامہ سعادت، لائل پور اخبار کا اقتباس ملاحظہ ہو:

سرکلر روڈ اور کچہری بازار کی ابتدا میں چند عقیدت مندوں نے جنازہ کے اوپر انوار وتجلیات کا ظہور دیکھا اور اپنے قریب چلنے والوں کو مطلع کیا۔ دیکھنے والے متحیر بھی ہوئے اور مسرور بھی۔ اس واقعہ کا آپ کے عقیدت مند لوگوں میں بہت چرچا ہے۔[2]

نورانیت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا عام کرنے والے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زندگی میں نور کو ایک خاص مناسبت رہی۔ آپ کے قلب صافی پر انوار الاحادیث کا مشاہدہ تو خاصان امت کا حصہ تھا، البتہ چہرہ مبارک کی نورانیت ہر دیکھنے والے کو متاثر کرتی رہی۔ ایک مرتبہ دیکھنے والا تمنا کرتا کہ ہمیشہ آپ کے نورانی چہرہ کو دیکھتا رہوں ۔ بریلی شریف میں تدریس حدیث کے دوران انوار وتجلیات کے نزول کی کیفیت شریک درس حضرت مولانا محمد عبدالرشید رضوی جھنگوی کی زبانی آپ گذشتہ سطور میں پڑھ چکے ہیں، جنازہ مبارکہ پر انوار تجلیات کا ترشح آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ سرکار محدث اعظم پاکستان قدس سرہ بعد وصال کے مزار مقدس سے بطور اظہار کرامت انوار و تجلیات کا ظہور ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ آپ کے خلفِ اوسط حضرت مولانا غازی محمد فضل احمد صدر جامعہ رضویہ فیصل آباد، بیان فرماتے ہیں کہ حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال

---

[1] روزنامہ عوام لائل پور، ۳۱ دسمبر ۱۹۶۳ء

[2] روزنامہ عوام لائل پور، ۳۱ دسمبر ۱۹۶۳ء

سے ایک سال بعد کا واقعہ ہے۔ سردیوں کا موسم تھا ہمشیرہ صاحبہ اہلیہ محترمہ حضرت مولانا مفتی نواب الدین (رحمۃ اللہ علیہ) فرمانے لگیں کہ مجھے ابا جان کے مزار پر حاضری دلوا لائیں۔ چونکہ مزار شریف پر لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے، اس لیے ہمشیرہ صاحبہ کو ساتھ لے جانے کی بجائے اکیلا ہی مزار شریف پر حاضری کے لیے پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ روشنی کی ایک لکیر ہے جو لحد شریف کے ارد گرد چکر لگا رہی ہے۔ میں حیران ہوا اور دوسروں کو دکھانے کے لیے مڑا تو دیکھا کہ ہمشیرہ صاحبہ بھی تشریف لا چکی تھیں۔ انہوں نے بھی روشنی دیکھی۔ علاوہ ازیں اور بھی کافی لوگ آ گئے۔ سبھی نے نظارہ کیا۔ سوچا کہ مزار شریف کی چادر اٹھا کر کیوں نہ دیکھا جائے، لہٰذا مزار انور کی چادر اٹھائی تو روشنی غائب ہو گئی اور جب چادر کو چھوڑا، تو روشنی پھر گردش میں آ جاتی یہ سلسلہ اس روز چھ سات گھنٹے تک جاری رہا اور اس کے بعد مزید دو دن تک جاری رہا۔[1]

(۲۵) نائب اعلیٰ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا تابوت مبارک جھنگ بازار سے ہوتا ہوا اپنے مکان ملحقہ جامعہ رضویہ پر لایا گیا۔ زیارت کے لیے جب تابوت کھولا گیا تو کمرہ معطر ہو گیا۔ ایک بات عجیب دیکھنے میں یہ آئی کہ جس وقت کراچی میں جسد اقدس کو تابوت میں رکھا گیا تھا تو اُس وقت چشمان منور بند تھیں، لیکن جس وقت جسد اطہر کو چار پائی پر رکھا گیا تو آپ نے دائیں آنکھ کھولی اور تقریباً پانچ منٹ تک کھلی رہی۔ اس کے بعد آپ نے آنکھ بند کر لی۔ یہ منظر گھر میں موجود سب افراد نے دیکھا۔ گویا جس طرح یہ افراد آپ کا دیدار کر رہے تھے۔ آپ نے بھی بچشم سر ان کو ملاحظہ فرمایا۔[2]

وقت وصال سے لے کر تدفین تک عینی شاہد کی حیثیت سے مولانا عبد المصطفیٰ الازہری نے بتایا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا چہرہ پر نور متواتر متبسم۔ رہا یہاں تک کہ ان تین دنوں میں ایک لمحہ کے لیے بھی جسد مبارک کے متعلق رسمی اور روایتی آرائش کی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔[3]

---

[1] مکتوب حضرت غازی محمد فضل احمد بنام مولانا محمد جلال الدین کاندی، محررہ ۱۷ اپریل ۱۹۸۶ء

[2] روایت حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی ۹ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

[3] روزنامہ غریب، لائل پور، ۳۱ دسمبر ۱۹۶۲ء

حضرت سیدنا داتا گنج بخش قدس سرہ کی جنازہ مبارکہ میں شرکت

نور کی شعاع اور تجلیات کی بارش:

(۲۶) حضرت مولانا صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ آلومہار ضلع سیالکوٹ نے حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ مبارکہ میں شرکت فرمائی۔ اُن کی جنازہ میں حاضری کا واقعہ خاصا دلچسپ ہے۔ جسے انہوں نے خود چہلم پر بیان فرمایا۔ آپ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا:

"جب میں جنازہ کے لیے لائل پور آیا تو مجھے علم نہیں تھا کہ جنازہ کی نماز کہاں ادا کی جائے گی، لیکن جب میں لائل پور میں داخل ہوا تو ایک نور کی شعاع میری رہنمائی کر رہی تھی۔ میں اس شعاع کی طرف بڑھتا رہا، یہاں تک کہ دھوبی گھاٹ پہنچ گیا۔"

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

یہ آپ کی کرامت ہے کہ آپ پر تجلیات کی بارش ہو رہی تھی۔

نیز آپ نے بتایا:

"ایک بزرگ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت داتا صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کو جنازہ میں شریک دیکھا۔"

آپ نے فرمایا: میں یقین رکھتا ہوں کہ داتا صاحب نے ضرور نماز جنازہ میں شرکت فرمائی اُن کی شرکت صرف اہل نظر ہی اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔[۱]

سرکار محدث اعظم نے دربار غوث اعظم و دربار شاہ عالم میں رپورٹ درج کرادی:

(۲۷) حضرت مولانا محمد شفیع حیدری، خطیب نارہ، ضلع راولپنڈی بیان فرماتے ہیں:

---

[۱] ہفت روزہ سواد اعظم لاہور، ۲۲ مارچ ۱۹۶۳ء، ص ۵

"..........ان دنوں (۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) احمد آباد میں فریق مخالف کے مفتی سلطان حسن کے جلسے بھی ہو رہے تھے۔ ایک رات اہل سنت و جماعت کا جلسہ نہایت دھوم دھام سے ہو رہا تھا اور حضرت شیخ الحدیث عشق رسالت میں مخمور ہو کر نہایت پُرجوش تقریر فرما رہے تھے۔ اسی اثنا میں آپ کے پاس ایک رقعہ پہنچا، جس میں لکھا تھا کہ مفتی سلطان حسن نے تھانہ میں رپٹ درج کرائی ہے کہ مولوی سردار احمد کو شہر بدر کیا جائے کیونکہ فساد کا خطرہ ہے۔ آپ نے یہ رقعہ پڑھ کر حاضرین سے فرمایا سنو اس رقعہ میں لکھا ہے کہ مفتی سلطان حسن نے ہمارے خلاف تھانہ میں رپورٹ درج کرائی ہے۔ اور ہم اس کے خلاف دربار شاہ عالم (احمد آباد کے ایک مشہور بزرگ) اور دربار غوث اعظم میں رپورٹ درج کراتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی طرف رُخ کر کے فرمایا اے حضور شاہ عالم: میں آپ کے دربار میں رپورٹ درج کراتا ہوں کہ سلطان حسن کو شہر بدر فرما دو پھر اسی طرح بغداد شریف کی طرف منہ کر کے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں عرض کیا اور اس کے بعد حاضرین سے فرمایا کہ مفتی سلطان حسن نے بھی رپورٹ درج کرادی ہے اور ہم نے بھی یہ دو رپورٹیں درج کرادی ہیں اور ان کا نتیجہ کل اس وقت اسی جگہ جلسہ میں سنایا جائے گا۔ کل تمام لوگ اسی وقت اسی مقام پر آ کر فیصلہ سن لیں۔"

اس کے بعد آپ نے مسلسل تقریر شروع فرما دی اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ صبح ہوتے ہی یہ اطلاع ملی کہ خدا جانے مفتی سلطان حسن کو کیا ہوا کہ بوریا بستر باندھ کر پہلی ٹرین پر احمد آباد سے چلے گئے۔ شہر میں جو ان کے پروگرام تھے، وہ دھرے کے دھرے رہ گئے ہیں۔ رات کو اس جگہ پر اہل سنت و جماعت کا جلسہ کمال شان و شوکت سے ہو رہا تھا اور آپ گزشتہ رات کی طرح پر جوش تقریر فرما رہے تھے۔ اس دوران میں ایک رقعہ آیا جس میں یہ لکھا تھا کہ کل کا فیصلہ سنایا جائے۔ آپ نے فرمایا: "ٹھیک ہے، لو اب فیصلہ سنو: فیصلہ یہ ہے کہ شہر میں مفتی سلطان حسن کے اشتہارات لگے ہوئے ہیں۔ پروگرام چھپے ہوئے ہیں، لیکن مفتی سلطان حسن شہر میں موجود نہیں ہے۔ حضور غوث اعظم

اور سرکار شاہ عالم نے خدا کے فضل سے انہیں شہر بدر کر دیا ہے اور فقیر، جس کے خلاف مفتی سلطان حسن نے تھانے میں رپورٹ کرائی تھی، کل کی طرح آج بھی تقریر کر رہا ہے اور آپ کے سامنے کھڑا ہے۔ اب خود سمجھ لو کہ تھانے کی طاقت زیادہ ہے، جس سے مفتی سلطان حسن نے مدد مانگی تھی یا اللہ والوں کا زیادہ تصرف ہے جن کے دربار میں ہم نے رپورٹ کرائی تھی، آپ کے اس ارشاد پر مجمع تڑپ گیا اور نعرہ ہائے تکبیر ورسالت، نعرہ غوثیہ اور مولانا سردار احمد زندہ باد کے پرجوش نعروں سے شہر گونج اٹھا۔[1]

مسلمان اولیاء اللہ سے استمداد کرتے ہیں اور اولیاء اللہ باذن اللہ ان کے امور میں متصرف ہوتے ہیں، لیکن جس شان اور اعتماد سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے حضور غوث پاک اور حضرت شاہ عالم (احمد آبادی) کے حضور استمداد فرمائی، وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اولیاء کاملین سے آپ کو ایک خصوصی نسبت حاصل تھی جس پر آپ کا پر اعتماد انداز شاہد ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے تلامذہ و مریدین میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جو آپ کی معیت میں دربار سرکار حضور داتا گنج بخش قدس سرہ میں حاضر نہ ہوا ہو۔ آپ کثرت سے دربار شریف کی حاضری دیتے۔ آپ کا ہر متوسل، جس نے آپ کی معیت میں دربار سرکار حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ میں حاضری دی ہے۔ آپ کی حاضری کے وقت آپ کے احوال کما حقہ بیان کرنے سے قاصر ہے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ دربار حضور داتا میں آکر اپنے احوال بیان فرماتے ہیں۔ حضور داتا صاحب سے عرض و معروض کرتے ہیں۔ اپنے مخلصین کے حوائج باذن الٰہی ان سے عرض کرتے ہیں بعض امور میں سفارش کرتے ہیں اور حضور سرکار داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ بلا واسطہ کلام کرتے ہیں، ان سے ہدایات لیتے ہیں۔ بایں ہمہ ضبط آپ کا شعار تھا۔

جامعہ رضویہ مظہر الاسلام حضرت سیدنا داتا گنج بخش کے اشارے

[1] روزنامہ عوام، لائل پور (اشاعتِ خاص) ۸ مارچ ۱۹۶۳ء ص ۲

سے قائم ہوا:

(۲۸) بقیۃ السلف قدوۃ العلماء العارفین مولانا مفتی عزیز احمد قادری بدایونی لاہور ایک ملاقات پر فرمایا:

''حضرت مولانا شیخ الحدیث قدس سرہ روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ دربار داتا گنج بخش قدس سرہ میں اکثر حاضر ہوتے۔ خاص طریقہ سے مراقبہ فرماتے، وہیں سے فیض پاتے۔ ان کا مدرسہ حضرت داتا صاحب (علیہ الرحمہ) کے اشارے سے قائم ہوا۔''[1]

چند واقعات کا تذکرہ پڑھیے اور خود اندازہ لگائیے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ روحانیت کے کس اعلیٰ مقام پر فائز تھے اور اولیاء اللہ اور ان کے مزارات سے آپ کو نسبت خصوصی کس درجہ کی تھی۔

محدث اعظم کے توسل سے مجذوب کی حضرت سیدنا داتا گنج بخش کی بارگاہ میں التجا:

(۲۹) صوفی اصغر علی رضوی فیصل آباد، اپنی یادداشت میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قبلہ دربار داتا کی حاضری کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ اس زمانہ میں بسوں کا اڈا سرائے میں ہوتا تھا۔ آپ اڈا سے تانگہ پر سوار ہوکر براستہ لنڈا بازار روانہ ہوئے۔ جب یہ تانگہ لنڈا بازار میں آیا تو ایک مست حال مجذوب نے تانگہ روک لیا۔ پانچ منٹ تک خاموشی سے وہ مست تانگے کے آگے کھڑا رہا۔ اس کے بعد پیچھے ہٹ گیا۔ تانگہ چل پڑا۔ ہمارے ایک پیر بھائی نے اس مست سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے۔ آپ بولے نہ حضرت صاحب نے کچھ فرمایا، مجذوب نے آنکھیں لال کیں اور فرمایا کہ آپ کو کیسے جرأت ہوئی پوچھنے کی اگر تم قبلہ شیخ الحدیث کے مرید نہ ہوتے تو میں ابھی آپ کو زمین میں غرق کر دیتا۔ ہمارے پیر بھائی نے عرض کی کہ میرے پیر کا صدقہ بتا

---

[1] روایت مولانا مفتی عزیز احمد بدایونی، لاہور، ۲۱، صفر المظفر، ۱۴۰۳ھ

دو۔ مجذوب نے فرمایا، اچھا ہمیں حلوا کھلاؤ۔ ہمارے پیر بھائی نے قریبی دکان سے حلوہ لاکر مجذوب کی نذر کیا۔ مجذوب نے حلوہ کھانے کے بعد فرمایا کہ میری ڈیوٹی سرکار حضور داتا شہر لاہور سے باہر لگادیتے ہیں۔ جب میں باہر جاتا ہوں، تو اداس ہو جاتا ہوں۔ تیرے پیر کی سرکار داتا صاحب سے گفتگو ہے۔ میں نے انہیں عرض کر دیا ہے کہ جب آپ کی سرکار داتا صاحب سے گفتگو ہو تو میرے بارے میں بھی عرض کر دینا کہ میری ڈیوٹی شہر لاہور سے باہر نہ لگائی جائے۔ آپ کے پیر مجھے کہہ گئے ہیں کہ میں سرکار داتا صاحب کے حضور عرض کر دونگا اور انہیں منا لوں گا۔ جب آپ لائل پور واپس تشریف لائے تو اس مرید کو حجرہ میں طلب فرمایا اور اسے فرمایا ارے بندۂ خدا! تو لاہور میں لنڈا بازار میں مست سے کیا پوچھنے لگ گیا تھا؟ کیا ہم پر اعتماد نہیں؟ خبردار! آئندہ کسی مست آدمی سے ایسی حرکت نہ کرنا۔ مجذوب اپنی مرضی کا مالک ہوتا ہے۔[1]

ایک ابدال کی محدث اعظم کے توسل سے حضرت سیدنا داتا گنج بخش کی بارگاہ میں درخواست:

(۳۰) صوفی بابا فرزند علی، خادم حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ حال مقیم اڈا پنواں ضلع شیخو پورہ، مولانا غلام رسول، سمندری والے کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ شب برات کی رات تھی۔ آدھی رات گزرنے کے بعد مولانا غلام رسول سمندری والے حاضری کے لیے دربار شریف (حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ) آئے۔ میں نے عرض کیا، مولانا کچھ سنا دیجیے۔ فرمانے لگے، شب برأت کی رات ہے سحری کا مبارک وقت ہے، پیر طریقت کے دربار میں حاضر ہوں اور مسجد بھی ہے، اس لئے آنکھوں دیکھا کہوں گا۔ ایک دفعہ سرکار محدث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ سرکار داتا صاحب کے حضور حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ سرکار نے دعا شروع فرمائی۔ گرمی کی وجہ سے پیاس تھی۔ خیال کیا کہ دعا سے فارغ ہو کر سرکار میں لسی کے لیے عرض کرتے ہیں۔ اتنے میں ایک اجنبی شخص حاضر ہوا اور پاؤں میں گر کر زار و قطار رونے لگا۔ سرکار نے اس کے سر پر

[1] قلمی یادداشت صوفی اصغر علی رضوی، فیصل آباد، محررہ، ۲۹ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ

دست شفقت پھیرا اور فرمایا: ''ہو جائے گا، کروادیں گے۔''

اتنا فرمانا تھا، وہ خوشی سے اٹھا اور چلتا بنا۔ ہمیں حیرت اور تعجب ہوا کہ اس آنے والے نے تو بتایا کچھ بھی نہیں اور سرکار نے خود ہی فرمادیا:

''ہو جائے گا، کروادیں گے۔''

یہ کیا بات ہے؟ اس میں ضرور کوئی راز ہے۔ ہم نے اس اجنبی کا تعاقب کیا اور اس کے قریب پہنچ کر آواز دی۔ اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور دیکھتے ہی کہنے لگا ''لسی پینی ہے؟''

ہم حیران ہوئے کہ ہم تو اس کا درد پوچھنے آئے ہیں اور یہ ہمارے درد کی دوا بتا رہا ہے۔ بے اختیار منہ سے نکل گیا ''لسی نہیں پینی'' ہماری بات ابھی پوری بھی نہ ہونے پائی کہ وہ فوراً بولا ''پینی بھی ہے اور جھوٹ بھی کہہ رہے ہو۔''

ہم نے کہا بھئی یہ تو بتاؤ کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ آپ نے سرکار سے کچھ بھی نہیں فرمایا۔ صرف قدموں پر گر کر رونا شروع کر دیا اور سرکار نے بجائے کچھ دریافت کرنے کے اپنا دست شفقت تمہارے سر پر پھیرتے ہوئے فرمایا ہو جائے گا کروادیں گے۔ بڑے اصرار کے بعد وہ کہنے لگا کہ بات یہ ہے کہ میں اس علاقہ کا ابدال ہوں سرکار داتا سرکار رحمۃ اللہ علیہ ہماری ڈیوٹیاں بدل رہے تھے۔ میرا تبادلہ سندھ فرمادیا۔ میں آپ کے حضور رہنا چاہتا ہوں۔ میری قسمت کا ستارہ چمکا کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب تشریف لے آئے سرکار داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جتنی بات حضرت محدث اعظم کی مانتے ہیں اتنی اور کسی کی نہیں مانتے۔ میں نے موقع کو غنیمت سمجھ کر حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں درخواست پیش کر دی، تو آپ نے فرمایا؟ ہو جائے گا، کروادیں گے۔

''چنانچہ میرا تبادلہ رک گیا ہے۔''[1]

(۳۱) سرکار محدث اعظم پاکستان کی اجازت اور استغاثہ حضرت داتا گنج بخش سے فرماتے: مولانا سید حبیب الرحمٰن ضلع قاضی راولاکوٹ (آزاد کشمیر) جو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے شاگرد ہیں، فرماتے ہیں کہ آپ ہر بات کی اجازت حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ سے لیتے۔ اپنی تمام مشکلات ان کے حضور پیش کر کے استغاثہ

---

[1] مکتوب بابا فرزند علی، حال مقیم اڈا پنواں، بنام مولانا محمد جلال الدین قادری، محررہ ۲۴، اپریل ۱۹۸۶ء

فرماتے۔ آپ کی معیت میں دربار داتا میں بھی متعدد بار حاضر ہوا۔ ایک مرتبہ رات کو آپ نے حضرت سید محمد معصوم شاہ نوری رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ میں قیام فرمایا۔ میں بھی بطور خادم آپ کے ہمراہ تھا۔ خصوصی امور عرض کرنے کے لئے آپ عموماً نصف شب کے بعد دربار میں حاضری دیتے، چنانچہ اس مرتبہ بھی ایسا ہی پروگرام تھا۔ میں نے سُن رکھا تھا کہ آپ جب بھی رات کو حاضری دیتے ہیں، کچھ خصوصی حاضری ہوتی ہے۔ میں نے بھی جی میں ٹھان لی کہ آج آپ کی آنکھوں سے اوجھل رہ کر آپ کی حاضری کی کیفیت دیکھوں گا اور آپ کے واردات کا جائزہ لوں گا۔ یہ میری غلطی تھی جس کا احساس مجھے بعد میں ہوا۔ چنانچہ حسب دستور آپ نصف شب کو بیدار ہوئے۔ آپ نے غسل فرمایا۔ اجلالباس زیب تن فرمایا اور دربار حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ میں حاضری کے لئے قبلہ کی جانب سے آگے بڑھے۔ ان دنوں دربار شریف اور مسجد کی حد پر ایک چھوٹی سی جالی دار دیوار تھی۔ میں چونکہ آپ کی حرکات کا جائزہ لے رہا تھا، پہلے سے آنکھ بچا کر آپ کی پشت کی طرف دیوار کی آڑ میں بیٹھ گیا۔ میں نے پوری کوشش کر رکھی تھی کہ آپ مجھے نہ دیکھ سکیں، لیکن میں اپ کی تمام حرکات و سکنات کا جائزہ لے لوں۔ فاتحہ شریف کے بعد آپ نے مراقبہ فرمایا۔

حضرت داتا گنج بخش کے استغاثہ کی برکت سے رہائی مل گئی:

(۳۲) ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد عنایت اللہ، خطیب سانگلہ ہل، اور حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق خطیب گوجرانوالہ ایک تقریر کے سلسلہ میں گرفتار کر لیے گئے۔ یہ دونوں حضرات گوجرانوالہ جیل میں تھے۔ ضمانت کے لیے ہائی کورٹ میں اپیل دائر تھی۔ تاریخ سماعت سے ایک دن پیشتر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ، لاہور، دربار داتا پر حاضر ہوئے۔ سانگلہ ہل سے مولانا صاحبزادہ عزیز احمد بھی ہمراہ ہو گئے۔ حضرت موصوف حسب عادت رات دربار پر رہتے دربار کی ملحقہ مسجد میں کافی دیر تک نعت خوانی ہوتی رہی۔ نعت خوانی کے بعد آپ نے نہایت پر اعتماد لہجہ میں یہ اشعار پڑھنا شروع کیے۔ ۔

تمنا ہو پوری جو فرمائیں حضرت
کہ صادق، عنایت کو چھٹی ملی ہے
تیرے صادق عنایت دوڑے آئیں
کرم تیرا اگر باذل ہو، یا غوث

خدا تعالیٰ کی شان کہ صبح تاریخ تھی۔ اسی دن دونوں حضرات ضمانت پر رہا ہو گئے۔ یہ حضور غوث پاک اور حضور داتا گنج بخش قدس سرہما سے استغاثہ کی برکت تھی۔[1]

(۳۳) اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری کے وقت آپ پر انوار وتجلیات اور فیوض و برکات کی بارش کس قدر ہوتی تھی۔ اس کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ اس کا اندازہ اس ایک مثال سے کیجئے۔ جو مولانا محمد شفیع حیدری خطیب تارہ ضلع راولپنڈی کو پیش آیا مولانا موصوف کے الفاظ میں واقعہ پڑھئے:

''جب فقیر حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ احمد آباد (بھارت) پہنچا تو آپ نے سب سے پہلے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر حاضری دی۔ اس وقت فقیر آپ کے بائیں جانب کھڑا تھا۔ حاضری کے دوران فقیر کے قلب پر فیض کا ایک ایسا شعلہ نمودار ہوا کہ جس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کیسا نور تھا اور اُس کی چمک ولذت کا کیسا عالم تھا۔ یہ سب کچھ حضرت شیخ الحدیث کا صدقہ تھا اور ان کی معیت کی برکت سے مجھ کو یہ حصہ نصیب ہوا۔ جن کے صدقہ فقیر پر اس قدر فیضان ہوا۔ ذرا اندازہ لگائیے۔ ان پر حضرت شاہِ عالم کا فیضان کس قدر ہوا ہوگا۔''[2]

یاد رہے کہ حضرت سراج الدین محمد شاہ عالم المعروف بہ ابو البرکات نویں صدی ہجری کے اولیاء کاملین میں سے ہیں۔ ان کا وصال ۸ جمادی الاخری ۸۸۰ھ بروز شنبہ ہوا۔ احمد آباد (بھارت) میں ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔

---

[1] مولانا صاحبزادہ عزیز احمد کا مضمون، مندرجہ ہفت روزہ محبوب حق، لائل پور، ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء، ص ۲۱

[2] روزنامہ عوام، لائل پور، ۸ مارچ ۱۹۶۳ء، ص ۲

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بازوؤں میں حضرت سیدنا داتا گنج بخش اور سرکار محدث اعظم کی پرواز:

(۳۴) ملک کے ممتاز ادیب اور دانشور جناب عنصر صابری، لاہور، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے نہ تو شاگرد مرید۔ مگر انہیں آپ کی مجالس اور درس حدیث کے حلقہ میں اکثر بیٹھنے کا موقعہ ملا ہے۔ نہایت ناقدانہ نظر رکھتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے دوسرے حج سے متعلق جو کچھ لکھتے ہیں۔ انہیں کے الفاظ میں پڑھئے۔ اگرچہ اس واقعہ کا تعلق آپ کا حضور سید سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں مرتبہ کا پتہ چلتا ہے۔ تاہم ضمناً سید العارفین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز سے آپ کی نسبت روحانی مترشح ہوتی ہے۔ جناب عنصر صابری کے ایک مضمون ''خوشبو کا سفر'' کا ایک اقتباس پڑھئے:

''انارکلی بازار لاہور کے لوہاری گیٹ کے چوراہے کے ایک کونہ میں اخبارات کا ایک سٹال ہے۔ یہ سٹال اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس پر اضلاعی اخبار جن میں فیصل آباد کے غریب، سعادت، ڈیلی بزنس اور کنگال تک ہوتے تھے۔ ایک دن کنگال فیصل آباد کی شہ سرخی تھی۔''

''مولانا سردار احمد، مکہ معظمہ سے گرفتار کر لیے گئے۔''

میں کنگال اخبار سے لے کر تمام معروف اخبار لے کر پنجاب یونیورسٹی ہوسٹل جانے کی بجائے اپنے دوست کے ہمراہ ہولیا۔ ان کی والدہ نے ہمارے لیے نہایت ہی عمدہ اور طرح طرح کے کھانے تیار کر رکھے تھے۔ دوسرے دوست جنہوں نے آنا تھا وہ نہ آئے۔ ان کا انتظار کرتے رہے۔ کھانا کھانے سے جی بھر گیا۔ شام کے قریب سب باری باری معذرت کے لیے آئے تو دعوت شروع ہوئی۔ وہی کھانا جو ان کا مقدر بن چکا تھا، کھانے کے بعد سعودی حکومت کو کوستے رہے۔ رات ایسا ہوا کہ میں وہاں لیٹ گیا۔ بار بار اخبار کی سرخی اور مفصل خبر ذہن میں گھومتی رہی۔

بہت سے مفکر، صوفی اور صاحب دل تو شب خیزی کی تعریف کرتے ہیں مگر میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ شب خیزی نہیں، نیند میں میرے نصیبہ نے یاوری کی کیا دیکھتا ہوں کہ آقائے نامدار مدنی تاجدار فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کے چہرہ اقدس کو دیکھنے کی تاب نہیں ہے۔ آپ اپنے بازو میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ بلکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بائیں بازو میں اسی جسامت کی شخصیت یعنی جسم کے اعتبار سے اسی قدر ہیں حضرت مولانا محمد سردار احمد کو لئے ہوئے شاہ عالمی اور موچی دروازہ کے درمیان باغ کے درختوں کے اوپر بلندیوں میں پرواز کرتے جا رہے ہیں۔......زہے مقدر

خدایا ایں کرم بار دگر کن[1]

اس واقعہ سے حقیقت واضح ہوتی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ان نفوس قدسیہ میں سے ہیں جنہوں نے اپنی ذات وصفات کو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات میں فنا کر کے بقا دوام حاصل کر لیا ہے۔ ان کی ذات وصفات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات سے قائم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ان محفوظ عن الخطا) حضرات کی طرح اپنی زندگی میں بحمدہٖ تعالیٰ خطاء سے محفوظ رہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اس کے ساتھ ساتھ اس واقعہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا حضور داتا گنج بخش قدس سرہ سے روحانی تعلق اور نسبت کا پتہ ملتا ہے۔

اس خواب میں جناب عنصر صابری کے لیے لطیف اشارہ تھا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں ہیں انہیں دنیا کی کوئی طاقت گزند نہیں پہنچا سکتی۔

اس خواب کے بعد جناب عنصر صابری اپنی سرگذشت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> "بالآخر آپ کی واپسی زیارت مدینہ منورہ کے بعد ہوئی۔ حج وزیارت روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے واپسی اور فیصل آباد میں آمد کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی، دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اڑ کر فیصل آباد چلا جاؤں مگر کہ ایسی مجبوری آڑے آئی کہ نہ جا سکا۔ دوسرے دن آپ کو جلوس کی شکل میں اسٹیشن سے

---

[1] "خوشبو کا سفر" از قلم عنصر صابری، ایم۔ اے چاہ میراں، لاہور

جامعہ رضویہ لایا گیا۔ میں تصور کی دنیا میں اس جلوس کو دیکھتا رہا۔ کچھ دنوں بعد حضرت مولانا کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا۔ جب آپ درس دے رہے تھے۔ درس دیتے ہوئے فرمایا، خوب رہی، یہ سوچتے رہے کہ جلوس میں ملاقات کا مزانہ آئے گا، کیونکہ رش ہوگا اچھا ہوا آپ آگئے۔ پھر آپ درس میں مشغول ہوگئے۔ میں اپنی جگہ سے آہستہ آہستہ بڑھتا ہوا آپ کے قریب ہوگیا اور دل میں سوچا کہ خواب کے واقعہ کو زبان پر لایا جائے۔ میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ آپ نے اپنی انگشت شہادت اپنے منہ پر رکھ کر مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ میں نے خیال کیا کہ میں درس میں مداخلت کر رہا ہوں۔ شاید اس لیے آپ نے منع فرمادیا ہے۔ دوسری مرتبہ پھر کوشش کی تو آپ نے منع فرمادیا۔ درس سے فارغ ہو کر فرمایا: اگر آپ نے کچھ دیکھ ہی لیا ہے، تو ضبط فرمایئے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ اکثر محدث اعظم حضرت مولانا محمد سردار احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہو، حالانکہ رحمۃ اللہ علیہ لکھنا چاہیے جس آنکھ نے انہیں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ان کے جلو میں دیکھ لیا اس پر یہ لازم آتا ہے کہ وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی لکھے۔"[1]

(۳۵) عالم رویا میں سرکار اعلیٰ حضرت کی جلوہ آرائی اور اجازتیں عطا فرمائیں:

آج صبح نماز کے بعد یہاں سے مظفر آباد کی طرف ڈیڑھ میل چوک تک گیا۔ پھر واپس آیا۔ صوفی اللہ رکھا صاحب فقیر کے ہمراہ تھے۔ پھر واپس آکر ناشتہ کیا۔ پھر حافظ ایوب سلمہ نے پانی گرم کیا، پھر غسل کیا پھر حاضرین کے ساتھ رفعت شانِ نبوی کے چند مسائل بیان کیے۔ پھر کھانا کھایا، پھر بارہ بجے قیلولہ کیا۔ آنکھ لگ گئی، اور دیر تک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت علامہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت میں رہا اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کچھ علمی اجازتیں بھی عطا فرمائیں۔ خدمت میں خوب حاضر رہا۔ آنکھ کھلی تو دو پہر کے دو بجے تھے۔ جب آنکھ کھلی تو زبان پر اعلیٰ

[1] "خوشبو کا سفر" از قلم عنصر صابری، لاہور، محررہ، محرم الحرام، ۱۴۰۷ھ

حضرت کا ذکر خیر تھا اور دل میں یہ بھی تھا کہ خوب حاضری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے غوث پاک کے فیض سے ایسا کرم ہوا۔

فقیر ابوالفضل غفرلہ

مکان جناب امان اللہ خاں صاحب سنی بنگ مری

۹ ربیع الاول شریف بروز پیر [1]

(۳۶) شہزادہ اعلیٰ حضرت سرکار حجۃ الاسلام سرکار مفتی اعظم کی عالم رویا میں سرکار محدث اعظم پاکستان پر نظر کرم اور جلوہ گری

بروز ہفتہ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۴ھ / یکم جنوری ۱۹۵۵ء چک میتی نزد جانی والا اسٹیشن ضلع لائل پور (سردی کا موسم تھا) مغرب کے وقت فقیر وہاں پہنچا۔ عزیزان مولانا عنایت اللہ صاحب، مولانا احسان الحق، مولوی محمد بشیر صاحب ساتھ تھے۔ نماز عشاء کے بعد نعت خوانی اور تقریریں ہوئیں۔ تقریباً بارہ بجے شب سونا ہوا۔ اس رات خواب دیکھا کہ فقیر بریلی شریف اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ العزیز کے پھاٹک میں مقیم وموجود ہے۔ سیدی حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز مکان کے اندر سے پھاٹک میں تشریف لائے فقیر کو دیکھا کہ کمزور ہے۔ فقیر کے دل میں یہ بات تھی کہ اب بہت کمزوری لاحق ہوگئی ہے اور نزلہ کی وجہ سے اکثر دانت نکل گئے ہیں اب تقریر و بیان مشتمل ہے حجۃ الاسلام قبلہ فقیر کے قریب تشریف لا کر بیٹھ گئے اور اپنی زبان شریف کی طرف اشارہ فرمایا کہ اسے چوسو حسب حکم فقیر نے حضرت قبلہ کی زبان شریف کو چوسا جس سے طبیعت کو سکون وقرار حاصل ہوا۔ ایسا فیض ملا کہ جس سے فقیر کے دل میں یہ

---

[1] نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

بات آگئی کہ اب فقیر بیان وتقریر بلا تکلف کر سکتا ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد خواب سے بیدار ہوا اور حضرت قبلہ کے فیض کا اثر دل میں محسوس پایا۔

اس دن اکثر خیال وتصور آیا کہ گویا حضرت قبلہ تشریف فرما ہیں اور فقیر ان کی خدمت میں حاضر ہے۔ حیات ظاہری میں حضرت قبلہ فقیر پر خاص نظر شفقت ونظر کرم فرماتے رہے۔ احباب پر یہ بات پوشیدہ نہیں ۔ الحمد للہ رحلت فرمانے کے بعد بھی حضرت کا فیض جاری ہے اور نظر کرم باقی ہے۔[1]

خواب اور اس کے بیان کا انداز ملاحظہ فرمائیں۔ اولیاء کاملین کے فیوضات بعد وصال بھی جاری و باقی ہوتے ہیں اور پھر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے فنافی الشیخ کے مقام ومرتبہ کا حال محسوس کی حد تک پہنچ جاتا ہے قلب ونظر پر حضرات مشائخ کرام کا قبضہ محسوس ہوتا ہے۔

اس خواب میں جو فیوضات مشائخ کرام کی زبان چوسنے سے حاصل ہوئے۔ اس کا اندازہ کرنا اور الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ صاحبان حال ہی اس مقام سے واقف ہو سکتے ہیں۔ خواب کی تحریر کے بعد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے اس نوعیت کے فیوضات کی سند اور اصل حضور سند الانبیاء وسید الاولیاء علیہ التحیۃ والثناء کی سیرت طیبہ، صحابہ کرام اور اولیاء کاملین کے اسوہ سے پیش کی علمی وروحانی طور پر ثابت کیا کہ اس نوعیت کا مجھ پر وارد ہونے والا فیض بھی سند علمی وروحانی کی حیثیت رکھتا ہے۔ بطور فائدہ آپ نے لکھا:

> "حضور نبی پاک ﷺ اپنے پیارے نواسوں نوجوانان جنت کے بادشاہوں پیارے سید حسن و پیارے سید حسین رضی اللہ عنہما کو اپنی زبان شریف کو چوساتے، تو شہزادوں کو دن بھر بھوک پیاس نہ لگتی۔ حضور قطب الاقطاب پیروں کے پیر، پیر دستگیر حضرت غوث اعظم جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خاص خادم کو بوقت رخصت اپنی زبان شریف چوسائی تو بغداد شریف سے لے کر مصر تک سارے سفر میں اس بزرگ کو پیاس اور بھوک محسوس نہ ہوئی۔ (بہجۃ الاسرار)

پہلی دفعہ جب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ وعظ وتقریر کے لیے مسند پر جلوہ گر

---

[1] نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ۔

ہوئے تو فصحاء مجلس کے سامنے بیان کرنے میں کچھ جھجک سی محسوس ہوئی۔ خدا کی شان کہ رسول پاک تشریف لائے اور کچھ گفتگو کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ شریف میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ لعاب شریف ڈالا۔ پھر نمازِ ظہر کے بعد مسند تقریر پر جلوہ گر ہوئے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ خاموش رہے تو باب مدینۃ العلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو کچھ گفتگو کے بعد حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے منہ شریف میں ڈالا تو حضور غوث پاک نے مولیٰ علی شیر خدا سے عرض کیا کہ آپ نے چھ مرتبہ یہ تبرک دیا۔ سات مرتبہ کیوں نہیں تو مولیٰ علی شیر خدا نے ارشاد رمایا: تَاَدُّبًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ادب کی وجہ سے۔

"بزرگان دین کی زبان چوسنے اور ان کے لعاب دہن کے تبرک کی یہ سند ہے جو اوپر بیان ہوا......... مولیٰ عزوجل اپنے فضل سے بزرگانِ دین کے فیوض و برکات سے سب اہل سنت و جماعت کو فیض یاب فرمائے۔" آمین۔

ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ۔[1]

(۳۷) حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اپنے اساتذہ ومشائخ طریقت کی ایک ایک ادا پر نثار ہوتے تھے۔ اپنے آقایانِ نعمت کی ایک ایک ادا کے تصور میں مستغرق رہتے حتیٰ کہ خواب میں بھی وہی صورت آپ کے سامنے یوں پیش آتی، گویا عالم بیداری ہے۔ مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ کا حسن قرأت اور حسنِ صوت عالم رویا میں بھی آپ کے سامنے آتا، چنانچہ اپنے قلم سے تحریر شدہ ایک خواب کا حال پڑھیے:

"بدھ کا دن گزار کر شب جمعرات کو تقریباً سحری کے وقت خواب دیکھا کہ حضرت مفتی اعظم مولانا مولوی شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب قبلہ فقیر کے مکان (غریب خانہ) پر تشریف لائے ہیں اور نہایت نورانی چہرہ ہے، بہت خوش ہیں اور حسن صوت و تجوید کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت فرمارہے ہیں جس کا دل میں بہت اثر ہو رہا ہے اور زیارت سے دل میں فیض پہنچ رہا ہے۔ خواب سے

---

[1] نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

بیدار ہوا تو دل میں عجیب کیفیت تھی اور اس دن خوب ذوق رہا۔"
فقیر ابوالفضل غفرلہ۔" بدھ کو ۴ جمادی الاولیٰ ۷۷ ۱۳ھ تاریخ تھی۔[1]

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا ایک اور خواب ملاحظہ ہو اس کو آپ نے اپنی قلم سے تحریر فرمایا۔ اس کے ایک ایک حرف سے محبت شیخ کی بو آتی ہے۔ خواب کے بیان کے بعد اس کی تعبیر بھی خود لکھی۔ اس سے بھی محبت شیخ کا درس ملتا ہے۔

"بروز جمعرات ۲۹ صفر کا دن گزار کر شب جمعہ مبارکہ ۳۰ صفر المظفر کو بڑے کمرے میں جو مسجد کے متصل ہے، خواب دیکھا کہ یہ فقیر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مزار پر انوار پر بریلی شریف حاضر ہے۔ آقائے نعمت حضرت حجۃ الاسلام قبلہ قدس سرہ وہاں تشریف رکھتے ہیں، ان کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضرت سید مفتی اعظم قبلہ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا۔ جب فقیر نے سیدی حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ کے چہرہ انور کو دیکھا تو حضرت کا چہرہ بہت ہی زیادہ نورانی تھا اور حضرت نے اس فقیر کو دیکھا اور خوش ہوئے اور مسکرائے اور محبت اور پیار کی نظر سے خنداں پیشانی اس خادم کو دیکھا، جس سے ایک کیفیت طاری ہوئی اور روحانی مسرت حاصل ہوئی۔ حضور حجۃ الاسلام قدس سرہ جب لاہور تشریف لائے تھے، خادم خدمت میں زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ حضرت نے روح پرور نظر محبت سے دیکھا۔ ایسا دیکھا کہ فقیر تارک وطن ہوا۔ یہ ان کی ایک نظر کرم کا صدقہ ہے کہ فقیر نے علم دین حاصل کرنا شروع کیا۔ اس خواب میں نظر کرم سے روحانی ذوق، باطنی شوق حاصل ہوا۔ اس نظر کرم سے وہ نظر کرم یاد آتی ہے اور ذوق دوبالا ہوا۔ یہ نظر کرم خواب میں تھی اور وہ بیداری میں اس بڑے کمرے میں تبرکات رکھتے ہیں اور عنقریب عرس مبارک شان و شوکت سے ہوا۔ اس مبارک خواب سے فقیر سمجھا کہ تبرکات کا فیض ہے اور عرس مبارک قبول ہوا ہے جس سے آقائے نعمت بہت خوش ہیں۔" ابوالفضل غفرلہ
جمعہ مبارکہ، ۳۰ صفر المظفر ۷۷ ۱۳ھ لائل پور۔[2]

---

[1]

[2] نقل بیاض حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ

محبت شیخ کے جلوے ہر خوش نصیب کو عطا ہوتے ہی ہیں، مگر ایسا شاذ ہی دیکھنے میں آیا کہ بعد وصال کوئی اپنے شیخ کی محبت کے جلووں سے بہرہ ور ہو۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ وصال کے بعد بھی محبت شیخ سے سرشار رہے۔

بقایا کرامات

(۳۸) بیرون دہلی گیٹ ملتان شریف مدرسہ جامعہ رضویہ انوار الاسرار کے سنگ بنیاد کا افتتاحی جلسہ تھا۔ خیر المدارس متصل یہ علاقہ مناظر اعظم شیر اہلسنّت نے فتح کیا تھا ہر ماہ شیر اہلسنّت علامہ محمد عنایت اللہ قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا جاتا تھا۔ حضور امام اہلسنّت نائب اعلیٰ حضرت محدث اعظم پاکستان ٹرین چناب ایکسپریس کے ذریعہ تشریف لائے۔ پورے شہر و ضلع ملتان کے سینکڑوں علماء اور ہزاروں عوام کا اژدہام تھا۔ مناظر اعظم شیر اہلسنّت اور پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت علامہ مفتی ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی خطیب اہلسنّت مولانا منظور حسین رضوی ہمراہ تھے۔ پچاسوں تانگوں کے جلوس میں پہلے سیدنا غوث موسیٰ پاک شہید کے مزار اقدس حاضری دی۔ پھر انوار الاسرار جلسہ گاہ میں رونق افروز ہوئے۔ مختلف علماء اور خود سیدی محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب فرمایا۔ علامہ محمد عنایت اللہ صاحب اور علامہ ابو داؤد محمد صادق رضوی نے رد ارتداد و رد بدمذہبیت عقائد پر زور آور تقریریں کیں۔ دوسرے روز صبح چھاؤنی ریلوے اسٹیشن پر لائل پور جانے کے لئے پہنچے تو ریلوے اسٹیشن کو پولیس کی بھاری نفری نے گھیر لیا۔ علامہ مفتی ابو داؤد محمد صادق قادری اور مناظر اعظم علامہ عنایت رضوی بسوں کے ذریعہ جا چکے تھے۔ حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ضیغم اہلسنّت علامہ محمد علی رضوی اور برادران طریقت خانیوال کو فرمایا آپ تھوڑی دیر کے لئے مجھ سے دور ہو جائیں پرے چلے جائیں۔

حضور محدث اعظم اپنا عصا ہاتھ میں لئے ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر کچھ پڑھتے رہے۔ پولیس والے ادھر اُدھر تلاش کرتے رہے بار بار آتے جاتے رہے۔ حضرت صاحب کسی کو نظر نہ آئے۔ ٹرین آئی اور حضرت صاحب مع احباب ٹرین

میں سوار ہو کر چلے گئے۔ یہ کرامت اُسی زمانہ کے اخباروں میں چھپی تھی۔

مخدوم اہل سنت فدائے اعلیٰ حضرت بارگاہ اعلیٰ حضرت کے پیش کار مولانا صوفی سید ایوب علی صاحب رضوی بریلوی مدرس آخری عمر میں مخدوم اہل سنت علامہ صاحبزادہ محمد فضل رسول حیدر رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر مستقل طور پر شاہی مسجد جامعہ رضویہ لائل پور میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ مولانا صوفی فرزند علی ساکن اڈا پنواں اُن کی خدمت پر مامور تھے۔ عرس امام اعظم و محدث اعظم کے موقع پر حضرت قبلہ سید صاحب سے گزارش کی کہ رات کی نشست میں حضرت علامہ مولانا عنایت اللہ صاحب قادری رضوی کا خطاب ہونے والا ہے۔ حضور اجازت فرمائیں تو میں جلسہ گاہ میں حاضر ہو جاؤں۔ حضرت قبلہ سید صاحب نے بخوشی فرمایا۔ ہاں ہاں ضرور جاؤ مولانا صوفی فرزند علی صاحب شاہی مسجد جامعہ رضویہ سے آستانہ عالیہ محدث اعظم سنی رضوی جامع مسجد میں چلے گئے جب دربار شریف کے پاس ایک ہم مزار محدث اعظم پاکستان سے آواز آئی فرزند علی حضرت سید صاحب کی خدمت میں واپس جاؤ۔ مولانا صوفی فرزند علی صاحب کا بیان ہے کہ سرکار محدث اعظم پاکستان کی جاں فزا آواز میرے سر کے کانوں نے سنی اور سرکار کے چہرہ انور کو میرے دل کی آنکھوں نے ہو بہو دیکھا خادم ناچیز اسی وقت آ گیا۔ سید صاحب قبلہ نے دیکھ کر فرمایا کیا بات ہوئی۔ اتنی جلدی کیوں واپس آ گئے ہو۔ میں نے ایسے ہی عرض کر دیا کہ سرکار محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے واپسی کا حکم دیا ہے۔

سید صاحب قبلہ بہت ہی خوش ہوئے اور بار بار پوچھتے رہے کہ واقعی کہا اور کیا کہا ہے اور خوش ہوتے رہے اور اکثر فرماتے رہے کہ میری مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت یک جان دو قالب کی ہے۔[1]

(۳۹) شہزادہ صدر الشریعہ بحر العلوم علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد کے زیر اہتمام محدث اعظم پاکستان کے پہلے سالانہ عرس مبارک کے جلسہ عام

---

[1] ملخصاً مکتوب صوفی فرزند علی پنواں اڈا بنام مولانا محمد جلال الدین قادری محررہ ۲۴ اپریل ۱۹۸۶ء

میں بغدادی جامع مسجد گلبرگ لائل پور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ کراچی میں اور حضرت محدث اعظم پاکستان کے چہلم کے موقع پر دارالعلوم امجدیہ کراچی کے دارالحدیث سے متصل جہاں حضرت کو وصال کے بعد غسل دیا گیا تھا۔ وہاں میں نے خود رات کو حضرت محدث اعظم پاکستان کو چشم عالم بیداری میں چلتے پھرتے دیکھا۔"[1]

(۴۰) محدث اعظم پاکستان کی درخشندہ تابندہ کرامت:

فقیر راقم الحروف سردار احمد رضا مشرف القادری الرضوی المصطفوی غفرلہ اور حضرت والد ماجد ضیغم اہل سنت علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی مدظلہ گزشتہ کئی روز سے شب و روز امام اہل سنت نائب اعلیٰ حضرت مظہر صدر الشریعہ محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کی سیرت مبارکہ حیاۃ طیبہ اور کرامات پر مشتمل کتابیں اور مضامین ضبط تحریر میں لارہے ہیں۔ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ پیر شریف کی رات فقیر کی قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا کہ سرکار محدث اعظم پاکستان اور پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت علامہ ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی قدس سرہ کی زیارت سے عالم خواب میں مشرف ہوا جو ہمارے فقیر خانہ مقام رضا مدینہ ٹاؤن میلسی میں اُس بر آمدہ میں صوفہ پر رونق افروز ہیں۔ جہاں حضرت والد گرامی کی نسبت و آرامگاہ ہے۔ دونوں بزرگوں نے سر انور پر سنہرا عمامہ شریف باندھا ہوا ہے اور میلاد شریف کی محفل جاری ہے۔ حضرت والد ماجد ضیغم اہلسنت ہر دو بزرگوں کا تعارف استقبالیہ کروا رہے ہیں۔ حاضرین آپس میں کہہ رہے ہیں کہ یہ ہیں محدث اعظم پاکستان یہ ہیں محدث اعظم پاکستان اختتام محفل پر ہر دو بزرگ زیر قلم مسودے ملاحظہ فرما کر بہت مسرور و شاد شاد ہیں۔ فقیر راقم الحروف کے ذہن میں ایک سوال آیا مگر لب کشائی کی ہمت نہ ہوئی۔ لیکن سرکار محدث اعظم پاکستان کو علم ہو گیا کہ سرکار محدث اعظم کو ہم محدث اعظم مانتے کہتے لکھتے ہیں پر نہ کبھی درس حدیث میں شریک ہوئے کہ محدثانہ تقریر سننے کا شرف پاتے اور نہ ہی اس موضوع پر

---

[1] کتاب محدث اعظم اکابرین و معاصرین کی نظر میں صفحہ ۳۰، از ضیغم اہل سنت مدظلہ

کوئی کتاب تصنیف فرمائی کہ اُس کے مطالعہ کہ حضرت علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قادری چشتی رضوی محدث اعظم ہیں انہیں محدث اعظم کہا جاسکتا ہے۔

سرکار محدث اعظم پاکستان قدس سرہ نے اس موجود فی الذہن سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا سردار احمد رضا ہماری کتاب ''سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' کا مطالعہ کرو دل مطمئن ہو جائے گا اور تمہارے سوال کا جواب مل جائے گا۔ صبح بیدار ہو کر نماز کے بعد پوری کتاب حرف بہ حرف سطر بسطر ایک ہی نشست میں پڑھ لی فقیر کو نہ صرف سوال کا جواب مل گیا۔ بلکہ دل مطمئن اور یقین مستحکم ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت علامہ الحاج ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی نے فرمایا حضرت محدث اعظم قبلہ کو محدث اعظم اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے جلیل القدر شیوخ الحدیث محدثین علماء و فقہاء کی جماعتیں تیار کیں۔ جنہوں نے نہ صرف پاک و ہند بلکہ بلادِ بعیدہ کثیرہ میں مدارس و جامعات اہلسنت میں حدیث شریف اور طالبانِ حدیث کی شاندار و بے مثال خدمت کی اور بے شمار کتابیں لکھیں۔

اس کے بعد والد ماجد حضور ضیغم اہل سنت کو خواب کا سارا واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا کہ سرکار مفتی اعظم فقیہ عالم شہزادہ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت قدس سرہ نے ایک استفسار کا جواب فقہ الہند بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھوایا تھا جو کئی صفحات پر مشتمل ہے۔

نوٹ: قارئین سے گزارش ہے کہ کتاب کی پروف ریڈنگ بہت احتیاط سے کی گئی ہے۔ اگر پھر بھی کوئی لفظی غلطی نظر آئے گا مطلع کریں۔ تاکہ اگلے ایڈیشن تصحیح ہو سکے۔

منقبت نائب اعلیٰ حضرت علی الاطلاق محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث
علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ العزیز

اثر خامہ ضیغم اہلسنّت رئیس التحریر مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی

مہر تاباں و درخشاں ہر ادا شیخ الحدیث
نور برساتا ہوا چہرا تیرا شیخ الحدیث

تجھ پہ سایہ بے قد سایہ کا تھا یا سیدی
ہم پہ سایہ آپ کا شیخ الحدیث

ابروئے پر نور کی دلکش بہاریں مرحبا
ہر ادا پہ میں فدا شیخ الحدیث

مظہر کامل ہوا صدیق کا فاروق کا
آئینہ عثماں کا تھا برملا شیخ الحدیث

حضرت مولا علی کی تھی شجاعت آپ میں
اُنہی کا فیض و کرم تھا دائما شیخ الحدیث

غوث اعظم کے پھریرے کے تلے
جھنڈا ہو گا آپ کا شیخ الحدیث

صدقہ میں غوث الوریٰ و بوحنیفہ کے شہا
گنج بخش علم کا ایسا بنا شیخ الحدیث

داتا و خواجہ کی ہے نظر کرم
تیرے اعداء پہ تیرا غلبہ رہا شیخ الحدیث

اعلیٰ حضرت نائب غوث الوریٰ کے فیض سے
علم کا عرفان کا دریا بنا شیخ الحدیث

نائب و مظہر رضا کا بے شبہ و بے گماں
تجھ کو مانا ہے اکابر نے سدا شیخ الحدیث

حجۃ الاسلام کا تو آئینۂ انوار ہے
بول بالا شہر شہرہ ہے تیرا شیخ الحدیث

مفتیٔ اعظم نے خود اپنے دستے فیض سے
خلعت شہانا کی تجھ کو عطا شیخ الحدیث

حضرت امجد علی کا عکس تاباں مرحبا
تو فقاہت میں فقہا کا رہنما شیخ الحدیث

شاہ سراج الحق چشتی قادری و صابری
شیخ کامل تھا طریقت میں تیرا شیخ الحدیث

منظر و مظہر بریلی کا تیری تدریس سے
طالبانِ علم کا مرجع بنا شیخ الحدیث

شیخ سمناں و کچھوچھہ کی خلافت مرحبا
اشرفی فیضاں کا حامل بھی ہوا شیخ الحدیث

عالمے گشتم و لیکن ہیچ از علماء دیں
در نظر نامد مثیل و ہمنوا شیخ الحدیث

یوم ختم ترمذی مسلم بخاری واہ واہ
پر ضیاء تھا نوری منظر جشن کا شیخ الحدیث

اصل میں ایمان کیا ہے الفت خیر الانام
درس کا یہ ماحصل کیا خوب تھا شیخ الحدیث

عزم و استقلال میں اب تیرا ثانی ہے کہاں
عزم کی وہ آہنی دیوار تھا شیخ الحدیث

سنبھلی کیا چیز ہے دربھنگی کی اوقات کیا
برق افگن دائما ان پر رہا شیخ الحدیث

کام جو تو نے کیا وہ کام تھا شیخ الحدیث
جلوہ و فیضان تیرا عام تھا شیخ الحدیث

نام تیرے کام سے ایسا ہوا شیخ الحدیث
بج گیا ڈنکا تیرا شہرہ ہوا شیخ الحدیث

قادری رضوی حسن ہے آپ کا ادنیٰ غلام
درد دل کرنا عطا ہوں بینوا شیخ الحدیث

منقبت میں کیا لکھوں ہاں میری کیا اوقات تھی
آپ کی نظر کرم جود و عطا شیخ الحدیث